مقدمہ

اَلحَمدُ لِمَن لَہُ الُخَلقُ وَالُاَمرُ وَحدَہٗ! وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنُ بُعِثَ لِیُتَمِّمَ مَکَارِمَ الُاَخُلَاقِ وَلَا نَبِیَّ بَعُدَہٗ! اوعَلٰی آلِہٖ وَاَصُحَابِہٖ وَاَھُلِ بَیُتِہٖ الَّذِیُنَ اَوُفُوا عَھُدَہٗ! اَمَّا بَعُدُ!

کارساز حقیقی کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ایک حقیر و ناتواں بندہ کو خدمت دین کا علمی ذوق بخشا اور اس کی تکمیل کے وسائل و اسباب کی طرف اپنی توفیق و تائید سے رہنمائی کی۔ آج سے تقریباً سوا دو برس پیشتر محض توکلاً علی اللہ مکتبہ نادیۃ الادب الاسلامی (پاکستان) کی بنیاد رکھی گئی تھی اور اس کے نظام اشاعت کی جو پہلی کڑی منتظمین مکتبہ اپنے دینی بھائیوں کی خدمت میں پیش کر سکے وہ زیرِ نظر رسالہ تھا۔ وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس مختصر سے کتابچہ کو اتنی مقبولیت حاصل ہوگی اور کہ مکتبہ اس کی مکرر اشاعت کے لئے بھی اپنے کو اہل پا سکے گا۔ مگر بحمد اللہ تعالیٰ سارا کام ہی خلافِ توقع کامیابی و ترقی کی صورت میں انجام پذیر ہوا اور آج ہم فضلِ ایزدی کے سہارے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں کہ آپ کا یہ نو بنیاد دینی و انقلابی مکتبہ اس رسالہ کی چھٹی اشاعت (ایڈیشن) آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ جس کے تین ایڈیشن تو قبل از تقسیم شائع کئے گئے تھے اور اس اشاعت سمیت اب بعد از تقسیم یہ تیسرا ایڈیشن پیش کیا جا رہا ہے! درآنحالیکہ پہلے ایڈیشنوں کا بجز فائل کی کاپی کے ایک نسخہ بھی مکتبہ میں باقی نہیں رہا۔ وکفٰی بہ فخرًا

مضمون کا طول و عرض اسلامی پردہ کے اثبات اور مغربی واشترا کی کافرانہ تہذیب کی پیدا کردہ عریانی کی تردید پر محیط اور حاوی ہے۔ ایک منصف شیعہ مسلک اور گریجوایٹ کی یہ علمی کاوش قابل صد ہزار و آفرین ہے جس نے فروعی اختلاف سے قطع نظر قوم کے اجماعی مسئلہ پر پورے درد دل اور خلوص کے ساتھ اپنی پر اعتماد آواز کو بلند کیا ہے اور بلاخوفِ لومۃ لائم اظہارِ حق اور استیصالِ باطل کی سعی مشکور کا فریضہ بھی ادا کیا ہے۔ فللّٰہ درہٗ!

ممکن ہے اثناءِ تحریر میں کہیں تحریر کی قدامت آپ کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کر لے۔ سو اس کے لئے یہ امر ملحوظ رہنا ضروری ہے کہ سابق افغان بادشاہ غازی امان اللہ خاں کے خلاف انگریز کے برپا کئے ہوئے طوفان کے زیرِ اثر ہندوستان میں پردہ اور بے پردگی کی جو تند و تیز قومی اور عملی مہم چل پڑی تھی اس کے ردعمل کے طور پر یہ رسالہ منصۂ اشاعت پر ظاہر ہوا تھا۔ جس میں ملکۂ ثریا کے متعلق پھیلائے گئے فتنہ کا ازالہ بھی موجود ہے اور ایک اخلاقی ضابطہ کی شرعی حیثیت پر معقول اور متین انداز میں تبصرہ بھی شامل ہے۔ حسنِ تعبیر مصنف کا خاص جوہر ہے جو ہر سطح میں نمایاں دکھائی دے گا۔ علم دوست اصحاب سے بالعموم اور نوجوان طلباء سے خصوصاً التماس ہے کہ وہ اس تحریر کا ضرور مطالعہ کریں۔ منفعت سے مٹی بھی خالی نہیں ہوتی۔ ان شاء اللہ العزیز وہ اس میں سکونِ قلب کے لئے بہت کچھ مہیا پائیں گے کیونکہ فطرتِ سلیمہ جسے عصرِ حاضر کے عقائد باطلہ کی آلائشیں ملوث و مسخ کرنے سے عاری رہ گئی ہوں وہ ہر صحیح اور فطری امر کے مشاہدہ سے اعتدال و طمانیت فکر کی نعمت سے بہرہ ور ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ وباللّٰہ التوفیق وھو المستعان! وصلی اللہ علٰی خیر خلقہ محمدٍ و آلہ وصحبہ واھل بیتہ اجمعین۔ آمین

راقم السطور عبد عاصی و مستغفر

سید ابوذر بخاری، غفرلہ الباری

امیر نادیۃ الادب الاسلامی پاکستان

ٹبی شیر خان، ملتان شہر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللّٰہ تعالیٰ : ﴿ یاَ ایّھا النَّبِیّ قُلْ لِاَ زْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ﴾ (الاحزاب :؟؟)

''اے نبی اپنی بیبیوں اور بیٹیوں اور ایمان والوں کی عورتوں کو حکم دیجئے کہ وہ اپنے (تمام) بدن پر اپنی چادریں لپیٹ لیں''۔

انسان کسی ہیئت میں ہو انسان ضرور کہلائے گا! لیکن انسانیت جس کا نام ہے؟ وہ خودداری ہے! ترقی اپنے رنگ میں حاصل ہوتی ہے! دوسروں کے نقشِ قدم کو شاہراہِ عمل سمجھنا گمراہی! مذہب اسی وقت زندہ کہلاتا ہے جب تک خصوصیات مذہب پامال نہ ہوں! اور قوم کی زندگی اسی زمانہ تک ہے جب تک امتیاز قوم قائم ہے! غیروں کی تقلید کرنا غیروں میں جذب ہو کر اپنی ہستی فنا کرنا ہے! اپنی وضع ترک کر دینے کے لئے یہ معنی ہیں کہ اغیار ہمیں بدوضع کہیں؟ اسلاف کی معاشرت کو جہل قرار دینا نیا خلل دماغ اور احکامِ الٰہی کو چنیں و چناں سے اپنے مذاق کے مطابق تصنیف کر لینا ضعفِ ایمان ہے!

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :((ما آمَنَ بِالْقُرْآنِ مَنِ اسْتَحَلَّ مَحَارِمَہٗ)) (او کما قال)

سرور کائنات کا ارشاد ہے ''جس نے کلام الٰہی کے منصوص حرام کو حلال سمجھا اس کا ایمان قرآن پاک پر نہیں''۔

پردہ

پردہ جو فرمان رب العزت تھا۔ مسلمانوں کا نصب العین تھا۔ محصناتِ قوم کی شرافت تھا۔ حیاء و شرم کا مکمل نمونہ تھا۔ اس کی مخالفت کے شعلے لب بام ہیں؟ اور پیشوایانِ اسلام کا سکوت اسی فتنہ کی رسی کو دراز کر رہا ہے! ان ہادیانِ شریعت کے قائم مقام کس انتظار میں ہیں جو ہندوستان کی پرفتن زمین پر قدم رکھتے ہی اپنے دامن پر نگاہِ غیر کے سایہ کو حرمتِ اسلام کے منافی سمجھتے تھے؟ مسلمانوں کی عظمت و وقار کا وہ زمانہ نہیں جو کبھی تھا! وہ استغناء نہیں جس کے سبب سے لغزش ایمان محال تھی! وہ خوفِ خدا نہیں جو اشتعالِ نفس پر غالب تھا۔ حد شریعت جاری نہیں! جس کے اثر سے بے پردگی زنا کے مترادف سمجھی جائے۔ ارتداد و الحاد کا سیلاب زیر دیوار ہے! افلاس اور مصیبت نے پیٹ پر پتھر باندھنے کی نوبت پہنچا دی ہے۔ قدم قدم پر تزویر نظر آ رہی ہے۔ خدا ان پیٹ بھروں کو توفیق احساس عطا فرمائے جو اپنی وضع کو کردار قوم بنا کر ان معصوم ہستیوں کو جو پردہ کے ٹاٹ میں اپنا ایمان لئے بیٹھی ہیں۔ آشوب روزگار پر صدقہ کرنے والے ہیں! اس لیل و نہار کو دیکھئے کہ آریہ اور عیسائی پردہ کے خلاف جو زہر اگلا کرتے تھے وہ آج مسلمانوں کے منہ سے جاری ہے؟ اور یہ کہنا حقیقت سے خالی نہیں کہ پردہ کی مخالفت کا خنجر انہیں نامراد ہاتھوں میں ہے۔ جو ناکام سیاسی کوششوں میں قوم اور قومیت کو ذبح کر چکے ہیں اور اس خنجر پر برادرانِ وطن کی آبداری ہے! آزادیٔ نسواں کا صور اسی پلیٹ فارم سے پھونکا جا رہا ہے جس پر کفر و اسلام کی مساوات کے نظارہ کا انتظار ہے۔ مخدرات قوم کی بے حجابی کے وہی نادان درپے ہیں جو سیاست پر عصمت کی قربانی منظور کر چکے ہیں! کاش مسلمان! مسلمان بن کر یہ ظلم نہ کریں؟ تاکہ قرآن و حدیث کی بے حرمتی نہ ہو اور نص اسلام جراحت سے محفوظ رہے!

صورت حال

اس کفرستان میں پردہ کے خلاف جو تلاطم موجزن ہے مسلمانوں نے اپنے ساحل کے جھونپڑے دیکھ کر اس کے انجام پر غور نہیں کیا۔ ہر شہر میں محلے کے محلے غریبوں کے آباد ہیں۔ شوہر چار چھ آنے کی مزدوریاں کرتے ہیں' بیبیاں ایک وقت نان خشک پر قناعت کر کے پردہ میں عمر گزار رہی ہیں اور ان کی حالتیں ان کا شتکار ملکانوں سے بدرجہا غیر ہیں جن کے ارتداد نے مسلمانوں کے کلیجے ہلا دیئے تھے۔ پردہ اٹھتے ہی نظر آئے گا کہ دوسری اقوام کی عورتیں حصولِ معاش کے لئے اناج کی منڈیوں' روئی اور

کپڑے کے کارخانوں' آٹے دال کی دوکانوں اور دولت مند محلوں میں جاتی ہیں۔ کون سی صورت ہے کہ آزاد ہوتے ہی مسلمان خواتین بھی تلاش روزگار میں قدم نہ اٹھائیں؟ اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں کیا ذرائع ہیں جن میں کئی کروڑ غریب بہنوں کو پناہ نصیب ہو؟

منڈیاں ہیں نہ کارخانے' نہ دکانے نہ دولت مند محلے جہاں ضرورت مندوں کو امداد ملے۔ مجبوراً اسی جانب رخ ہوگا۔ جہاں ان کے مذہب کے خلاف سبز باغ دکھائے جائیں گے! جہاں طمع سے ان کے ایمانوں میں زلزلہ پیدا کیا جائے گا جہاں ان کی عصمت کا خون سرخروئی متصور ہوگا۔ جہاں ان کو موازنہ ہو جائے گا کہ ہمارے شوہروں سے کم اوقات دنیا میں کوئی مرد نہیں؟ نتیجہ یہ ہے کہ جس دن پردہ اٹھا سال کے اندر شمار غیر ممکن ہوگا کہ کتنی عورتیں گھروں سے جا کر واپس نہیں آئیں؟ جس کے بعد ان کے مردوں کو بجز اس کے چارہ نہ ہوگا کہ وہ بھی وہیں جا کر جذب ہوں! جن کی آنکھوں پر چربی کے غلاف چڑھے ہیں کیا ان کو نظر نہیں آتا کہ پردہ ترک ہوتے ہی ناموس اسلام پیوند در پیوند نظر آئے گی جس کے انتظار میں متمول معاندین زریں کفن لئے بیٹھے ہیں؟

آزادیٔ نسواں کی تحریک میں للّٰہیت اور خلوص کو دخل نہیں

پردہ کے خلاف جتنی آوازیں نشتر سماعت ہو رہی ہیں۔ صرف انہیں بے رحموں کی ہیں جو عیش وعشرت کو حاصلِ دنیا سمجھتے ہیں جو عورتوں کے دماغ کو ''آبروئے خانہ داری'' سے بیزار کر کے ''آرائشِ محفل'' میں صرف کرنا چاہتے ہیں جو عورتوں کے مظاہرہ میں اپنی شہرت اور مفاخرت کی فکر کر رہے ہیں جو یورپ کی تقلید میں ضبطِ تولید (Birth Control) برتھ کنٹرول اور اسبابِ منعِ حمل کے حامی ہیں۔ جو خدمت اولاد سلب کر کے عورتوں کے ہاتھوں پیروں کی خدمات سے متمتع ہونے کو ترقی کہتے ہیں؟ جن کا مقولہ ہے کہ ''عورت بے پردہ نہ ہو تو مہمان نوازی نہیں ہو سکتی۔'' جن کی خواہش ہے کہ ''تھیٹر میں بیوی شریک نظارہ رہے!'' ''کلب میں لطفِ صحبت سے مستفید ہو'' ''ٹینس میں تبختر دکھائے'' خاوند سے آمدنی کم نہ ہو۔ ''آزادی میں دس قدم آگے رہے''، وہ کسی کی بیوی لے کر ڈلہوزی پہنچیں؟ بیوی کسی کے خاوند پر قبضہ جما کر نینی تال کی سیر کرے؟ اس تحریک کا حاصل خود غرضی' حیاء سوزی' بوالہوسی' خودنمائی اور اپنے عیب کو شعار قوم بنا کر بغلیں بجانا ہے! نہ اصلاح قوم سے واسطہ نہ پاس مذہب سے غرض!

عورت معنوی اعتبار سے مجسم پردہ ہے جس کا اظہار اس کی عصمت کا خون ہے

زن' زمین' زر' مشہور چیزیں ہیں جن پر ظہورِ انسان سے دنیا کی للچائی ہوئی نظریں پڑتی ہیں اور پڑتی رہیں گی۔ دنیا میں کوئی جھگڑا ایسا نہیں جس کی بنیاد مفاسد ثلاثہ پر نہ ہو؟ زمین کی حد بندی اور نگرانی نہ ہو؟ پڑوسی دبا بیٹھیں! یا محلّہ والے کبڈی کھیلیں' سور قبضہ کر لیں یا ڈلاؤ پڑنے لگیں۔ سانڈ اپنا رَمنہ بنا لیں یا گدھے چرتے پھریں' مالک کی زمین کی سادہ لوحی میں کلام نہیں؟ مال و زر محفوظ نہ ہوا' اُچکے لے اڑیں! شکایتاً قسمت کا رونا ہے' عورت آزاد ہو کر چھندلی نہ ہو یا چھندلی نہ سمجھی جائے۔ کسی لُٹ کا خیال ہوگا عورت؟ جس پر بناء عالم کا مدار ہے۔ سب سے بیش قیمت اور نازک شے ہے! زر زمین کی تلافی ممکن ہے! مگر عورت کی عصمت اشارات میں جا کر واپس نہیں آتی! ہوا اڑتے ہی اس کے چہرہ کا نور پاخانہ کا چراغ معلوم ہوتا ہے' اس لئے قرآن اوّل سے شریف' باعصمت عورتوں نے اپنے چہرہ اور محاسن کا اظہار معیوب اور حیاء سوز سمجھا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی بزرگ کی بکریوں کو پانی پلا دیا' ان کو زیارت کا شوق ہوا۔ جن کی جوان لڑکی گھونگھٹ نکال کر بارگاہِ موسوی میں باپ کا پیام لائیں! ایرانیوں اور یونانیوں کے پردہ کی تاریخ شاہد ہے! ہندوؤں میں بھی پردہ تھا۔ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس کی پاکدامن عورتیں مخلّٰی بالطبع ہونا ذلیل نہ سمجھتی ہوں۔ لیکن حق یہی ہے کہ ظہور اسلام سے قبل پردہ کی پابندی نہیں ہو سکتی تھی اور پردہ ایک اختیاری فعل تھا جس طرح مغلوب النفس انسان کے اختیاری افعال قابل اعتماد نہیں ہوتے! اسی طرح آزادی و دنیا طلبی میں عورت کا پردہ عریانی کی نظر ہو چکا تھا جس کے لئے آیتِ حجاب نازل ہوئی۔ محارم کا تقرر ہوا غیر محارم کے سامنے آنا گناہ قرار دیا گیا' گھروں میں

رہنے کی سخت ہدایت کی گئی‘ دروازوں پر پردے لٹکا دیئے گئے۔ باہر نکلنے کی ممانعت ہوئی۔ مجبوری اور اضطراری حالتوں میں آنے جانے کی اجازت دی گئی۔ مگر سر سے پیر تک مکمل پردہ کی شرط کے ساتھ! جس میں ایک آنکھ کے سوا چہرہ یا جسم کا کوئی حصہ نمایاں نہ رہے! یہ اسلامی پردہ کی شان ہے۔ اس میں مخالفین چہرہ کے پردہ سے انحراف کرتے ہیں اور بے بنیاد تاویلات ان کے مضامین کا خلاصہ ہوتی ہیں‘ سر پر چادر اوڑھنے یا سینہ پر بکل مارنے کو وہ قرآنی پردہ بتاتے ہیں۔ حالانکہ عرب میں ایسا کوئی زمانہ نہیں گزرا کہ عورتیں چادر یا دوپٹہ نہ اوڑھتی ہوں؟ اور بغیر بکل مارے دوپٹہ یا چادر اوڑھنے کا کوئی دوسرا طریقہ نہیں! ایک بھی سند پیش نہیں ہوسکتی کہ سر‘ بازو‘ سینہ‘ پنڈلیاں کھولنا عرب کی عورتوں کا دستور تھا! اس کے ہزار ثبوت ہیں کہ موجودہ لباس سے عورتوں کا قدیمی لباس زیادہ تھا۔ پاجامہ‘ کرتہ‘ لبادہ‘ دوپٹہ‘ پر مقنع اور انداز کے لئے نیم نقاب رہنا عورتوں کی پرانی وضع تھی۔ اسلام نے لباس میں نہ کوئی اضافہ کیا نہ اختراع‘ وحشی اور صحرائیوں کے علاوہ متمدن انسان کا یہی لباس رہا ہے۔ جو اس وقت ہے۔ وضع قطع کے لحاظ سے تبدیلیاں ممکن ہے ہوں۔ لیکن جتنے کپڑے شریف عورتوں میں اس وقت مستعمل ہیں۔ اتنے ہی اسلام سے قبل تھے اور جس آزادی کے لئے آج محشر برپا ہو رہا ہے۔ یہ آزادی بھی عورتوں کو حاصل تھی۔ سوال یہ ہے کہ لباس وہی رہا جو ظہور اسلام سے قبل تھا اور اس وقت تک ہے آزادی وہی ہے جو اسلام سے قبل تھی اور اب اس کی جدوجہد ہو رہی ہے پھر آیتِ حجاب کی کیا غرض تھی اور کس حصہ کے لئے نازل ہوئی‘ چہرہ کا پردہ‘ گھر میں بیٹھنا‘ محاسن کو چھپانا‘ اگر حکم حجاب کی رو سے عورتوں پر فرض نہیں کیا گیا۔ تو محارم‘ غیر محارم کی تفصیل وتقرر کے کیا معنی ہیں؟ اگر چہرہ کا پردہ مخصوص نہیں ہے تو زینتوں‘ خوشبو اور آواز کے پردہ کیا کیا ضرورت پیدا ہوئی؟ اس کا جواب نہیں اور ہے تو یہی کہ موجودہ پردہ اسلامی پردہ ہے۔

پردہ کیا ہے؟

چہرہ جو تمام جسم میں ہر عضو سے اور تمام زینتوں میں ہر زینت سے زیادہ جاذب نظر ہے اگر اس پر پردہ نہ ہو تو کوئی پردہ نہیں‘ نہ کوئی ایسا عضو ہے جس کا حسیات قلب پر اثر پڑے۔ نہ ایسا انداز ہے جو منہ لپیٹ کر کسی کو مائل کر سکے۔ زمانہ کی تہذیب کتنی ہی بے ساختہ اور مذہب سے دور افتادہ ہو۔ فتور زنا سے انکار ناممکن ہے اور تاوقتیکہ نظر‘ آواز‘ حرکات‘ سکنات سے تقریب زنا نہ ہو‘ وقوع زنا محال ہے۔ پردہ کیا ہے؟ مبادیات زنا سے پرہیز یا ان تمام احتمالات واسباب سے قطع نظر کرنا‘ جن سے بالعموم زنا کا اشتعال ہوتا ہے یا ہوسکتا ہے نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((اِنَّ اللّٰهَ کَتَبَ عَلَی ابْنِ آدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنٰی اَدْرَکَ ذٰلِکَ لَامُحَالَةَ یَزْنِی الْعَیْنِ النَّظْرُ وَزِنَی اللِّسَانِ النُّطْقُ وَنَفْسٌ تَمَنّٰی وَتَشْتَهِیْ وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُ ذٰلِکَ وَیُکَذِّبُهٗ اَوْ کَمَا قَالَ)) (صحیح البخاری)

’’آنکھ دیکھ کر زنا کرتی ہے۔ زبان کلام کر کے ہاتھ مس ہو کر‘ قدم اٹھ کر! پھر فرمایا ہے جو عورت خوشبو لگا کر نکلتی ہے‘ نامحرموں کی آنکھیں اس سے زنا کرتی ہیں اور وہ زانیہ ہے‘‘۔

اللہ جل شانہ فرماتا ہے عورتیں اپنا بناؤ سنگھار نامحرم پر ظاہر نہ کریں۔ اپنے پیر بھی زمین پر نہ ماریں کہ ان کے زیور کی آواز نامحرم کے کان تک پہنچے! مبادیات زنا کی یہی تفصیل ہے جن سے احتراز کرنا فرمان الٰہی کی تعمیل ہے جو ارشاد ہوتا ہے ﴿لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّهٗ کَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِیْلًا﴾ یعنی زنا کے نزدیک بھی نہ جاؤ۔ وہ بے حیائی اور بدترین راہ ہے۔‘‘ نزدیک نہ جانے کے یہ معنی ہیں کہ مقدمات زنا سے اجتناب کرو۔ یہ اجتناب ہی اسلامی پردہ ہے ایک شخص یہ کہے کہ میں شراب تو نہیں پیتا‘ چھو لیتا ہوں‘ چھونے سے مجھ پر کوئی کیفیت طاری نہیں ہوتی۔‘‘ کہا جائے گا کہ وہ شرعاً گنہگار ہے اور نافرمان ہے! شراب پینا بھی معصیت ہے چھونا بھی! اسی طرح کوئی صاحب فرمائیں ’’جناب کسی عورت کو دیکھنے‘ ہاتھ لگانے‘ چھونے سے نیازمندٹس سے مس نہیں ہوتا۔‘‘ ان کو جواب ملے گا کہ آپ احمق ہیں! یہ تمام مبادیات زنا ہیں۔ اگر

آپ ایسا کرتے ہیں تو کلام الٰہی کے خلاف کرتے ہیں۔ قرآن و حدیث پر آپ کا ایمان نہیں ہے! آپ شیطان ہیں۔ جن کو اپنے نفس پر قابو نہیں۔ انہیں زنا کی ترغیب دینا چاہتے ہیں! آپ مطعون ہیں اپنی مثال قائم کر کے دوسروں کو اسلام سے منحرف کرنا چاہتے ہیں اور آپ کو مسلمان کہنا کفر ہے! لہٰذا مسئلہ حجاب میں مبادیات زنا کا سمجھنا ہی مسئلہ کا حل ہے۔

آنکھیں صلاح کار ہیں جوش شباب کی
دو کٹنیاں ہیں یہ دل خانہ خراب کی

بدکاری میں آنکھ کا فعل مقدمۂ زنی ہے' پہلا قدم اس کافر کا اٹھتا ہے جس کے ساتھ قلب و دماغ کی تمام قویٰ پابہ زنجیر ہوتی ہیں جن روسیاہیوں کا خباثتِ نفس سے تعلق ہے ان کی بانی مبانی نظر ہوتی ہے۔ مجنوں کو جمال لیلیٰ نے مجنوں بنا دیا۔ فرہادؔ نگاہ شیریں کے شہید ہوئے۔ افسانہ کو افسانہ سمجھئے مگر آج تک بلاکشان محبت میں نہ کوئی اندھا تھا' نہ ہے' نہ ہوگا۔ یہ سنا ہی نہیں کہ کسی نابینا صاحب کے دل میں کھجلی پیدا ہوئی ہو۔ حسن و عشق کے دفتر سواد چشم سے سیاہ ایک نے ایک کو دیکھ کر زہر کھا لیا! کسی کو کسی کی نظر کھا گئی! تیر و سنان برق و صاعقہ نظر کی عرف عام ہیں! کلیجے میں چھید کر گئی۔ تو نظر' دل کے پار ہوئی۔ تو نظر غارت کیا تو' نظر نے بسمل ہوئے تو۔ نظر سے' ایک نامعقول یہ نہیں کہتا کہ گھونسوں سے دم نکل گیا۔ لاتوں سے کمر ٹوٹ گئی۔ جوتوں سے مزاج درست ہو گئے؟ نظر کی شکایت' نظر کا شکوہ' اسی کا قہر' موت' اسی کا فریب' زندگی! اگر یہ کہا جائے کہ مردوں پر ہی خدا کی مار ہے؟ غلط! شمع مجسم آگ ہے۔ جس کے شعلے پروانوں میں آگ لگا دیتے ہیں۔ واقعات کے لحاظ سے مرد پیچھے ہیں نہ عورتیں۔ یہ جواب کہ تعلیم یافتہ ہو کر عورتوں میں ملکوتی صفات پیدا ہو جائیں گی؟ خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر تعلیم یافتہ مرد اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں اور آغاز ہوش سے اعمال نظر کا مطالعہ کریں۔ باوجود تعلیم یافتہ عالم فاضل' متشرع مہذب چنیں و چناں ہونے کے کم و بیش کسی زمانہ' کسی حال کسی وجہ کسی صحبت میں قصداً سہواً' خفیف یا شدید جن حالتوں کے نقش ان کے قلب پر نمایاں ہیں اگر کسی دوشیزہ کے دامن پر ان میں سے کسی ایک کا بھی خاکہ محسوس ہو جائے گا تو اس کے قبول کرنے میں عذر تو نہ ہوگا؟ کوئی صاحب "اقرار باللسان" اور "تصدیق بالقلب" پر راضی نہ ہوں گے۔ بجز ان کے جنہوں نے عورت و مرد کے زنا کا اندراج ایک خانہ میں فرما کر پردہ کی مخالفت کا پیشہ کیا ہے یا جن کے شجرے دیمک کی نذر ہو چکے ہیں۔

مرد کی نظر ہوا میں اڑ جاتی ہے' عورت کی نظر افسانہ بن جاتی ہے

عورت کا دل فساد سے پاک ہوتا ہے! فطری خودنمائی مجوبانہ انداز تبسم' خط و خال' مکیف نگاہیں! اس کی دشمن ہیں' معمولی اخلاق اور توجہ پر ہر خبیث تعلق خاطر کا یقین کر کے آنکھوں سے زنا شروع ہو جاتا ہے اور رسوا کرتا ہے کہ فلاں عورت یوں مسکرائی' یوں شرمائی' یوں اشارات ہوئے' سنتے ہی شوہر صاحب اولاد کو ناتحقیق سمجھتے ہیں۔ خسر صاحب کو ناک کی فکر پیدا ہوتی ہے۔ ابا میاں کنواں جھانکنے لپکتے ہیں! بھائی جان کے ہاتھ سے زہر کی پڑیا چھڑائے نہیں چھوٹتی ہے' اور کنبہ بے غیرت ہو تو غیر اس لطیفہ کو زیب داستان کئے بغیر نہیں بخشتے۔ اس لئے عورت ایسی نازک ہستی ہے جس میں ٹھیس لگتے ہی تعمیر خاندان متزلزل نظر آتی ہے۔ کسی اللہ والے یا حریت لواز کو نہ دیکھا کہ عیب دار صاحبزادے کی شادی کا پیام کسی کی معصوم سے معصوم بیٹی کے ساتھ بھیجنا خلاف ضمیر سمجھے؟ لڑکی خدانخواستہ رسوا بھی ہو جائے تو موت کی دعا خاندان کا وظیفہ ہو جاتی ہے۔ مرد کے سہرے میں ستیاناسی کے پھولوں کی بلائیں لی جاتی ہیں۔ عورت کا سہرا جنت سے نہ آئے تو گھوڑے پر پھینک دیا جائے۔ مرد کی بدافعالی مرد کی ذات پر ختم ہو جاتی ہے۔ عورت کی معصیت کا داغ اولاد کی پیشانی پر چمکتا ہے۔ مرد کی روسیاہیوں کے نقش توبہ کرتے ہی ڈھل جاتے ہیں۔ عورت تائب ہو کر قحبہ کہلاتی ہے۔ مرد کو جائز اولاد کی آرزو میں زن مرید بننا پڑتا ہے۔ ناجائز اولاد باپ کی پرورش سے محروم اور اپنی پرورش کے لئے عمر بھر ماں کو بیسوائی پر مجبور رکھتی ہے! زانی تضیع مال کرتا ہے! زانیہ تضیع

نسب کرتی ہے۔ جائز اولاد مالک ہے۔ ناجائز اولاد غاصب! مرد کی نظر خطا ہوتی ہے۔ عورت کی نظر زنا کہلاتی ہے۔

تعشق

آنکھ کا فعل غیر ارادی ہونے سے ہر شے برملا قصد نظر پڑتی ہے اور خاصہ ہے کہ کوئی کیفیت خواہ مرغوب ہو یا مکروہ' محسوس نظر ہوتے ہی بار بار اس کے دیکھنے کو جی چاہتا ہے جس کے اثر سے طبیعت اپنا فعل شروع کر دیتی ہے جیسے ترشی کو دیکھ کر منہ میں پانی بھر آنا' ذوق آشنا ہونے کی وجہ سے قدرتی ہے۔ اثر کا فوراً زائل ہو جانا یا مستقل رہنا بھی انسان کے اختیار میں نہیں۔ ایک چیز کو دیکھتے ہی خیال رفع ہو جائے یا دوسری شے کو دیکھ کر قائم رہے قیام کی حالت میں اس کی فکر لاحق ہوتی ہے جو خواہش کے مطابق جس حد تک امکان میں ہو اپنے موافق نتیجہ پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے' اس کو طلب یا عشق کہتے ہیں۔ زمانہ شناسوں نے اسی کا دوسرا نام ''نان گندم'' رکھا ہے۔ جس کا دانہ کھا کر ''دادی جان'' نے جنت سے نکلوا دیا۔ عورتیں آج تک اپنی عقل پر نادم ہیں اور ابتدا غلط کاری پر پشیمان! دور موجودہ میں نان گندم ''ماہئی سقنقور'' کا اثر رکھتی ہے مگر یہ یقینی ہے کہ دنیا میں نیک سے نیک اور بد سے بد ہر مجمع اور ہر صحبت میں موجود ہوتے ہیں۔ امتلاء کے خوف سے ہر محتاط غذا کو مخفی رکھنا اپنا حفظ خیال کرتا ہے۔ حیاء دار تو گوارا نہیں کر سکتا کہ معصوم بیوی کے چہرہ پر کسی کی نظر پڑے یا اس کی نظر آلودہ ہو؟

عورت کے تمام جسم میں صرف چہرہ وجہ فساد ہے

ہاتھ' پیر' قد و قامت کتنے ہی موزوں ہوں؟ رفتار و گفتار کیسی ہی قیامت ہو؟ آنکھ' ناک بھنکتے ہی پھٹکار برستی ہے' کوئی عضو سجیلا نہ ہو۔ چہرہ جاذب نظر ہوتے ہی ہجوم نگاہ سے چھٹکارا نہیں ملتا! عورت سر سے پیر تک مرصع ہو' ناک ندارد ہو آنکھ دغا دے جائے۔ کتے بھونکنے لگتے ہیں' چہرہ جاذب نظر دیکھ کر راہ چلتے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چہرہ پر تھیلا چڑھا کر عورت الف ہو جائے' ہر عضو مکروہ نظر آئے گا تمام جسم پر دھجیاں لپٹی ہوں۔ چہرہ کھلا رہے۔ گودڑ کا لعل ہے! اور کس کے دل کا خون ہے جو آنکھوں سے پار نہ ہو؟ لباس کے نقش و نگار قابل پرستش نہیں؟ چہرہ کی سادگی بوسہ پر مجبور کرتی ہے! تصور کاغذ ہے جس کا چہرہ آنکھوں میں رہتا ہے؟ تصویر میں چہرہ متشکل ہوتا ہے۔ بت پرستوں کا چہرہ ایمان ہے! چہرہ کا اظہار' دیدار' آنکھ چہرہ سے محو دید ہوتی ہے!

محرم نامحرم

الفاظ ''محرم'' ''نامحرم'' معنی کے لحاظ سے اس حصہ کے پردہ کی تائید کرتے ہیں۔ جس پر شناخت منحصر ہے۔ وہ چہرہ ہے کوئی صاحب نبض دیکھ کر مصوری فرما سکتے ہوں تو محرم ہیں؟ ورنہ محرم وہی ہے جو صورت آشنا ہو! نامحرم اس کو کہتے ہیں جو صورۃ نہ پہچانتا ہو! اور دنیا میں اسلام ہی ایسا عصمت کوش مذہب ہے جس نے محرم و نامحرم کی تمیز کر کے طوفان زنا کو خفیف سے خفیف کر دیا۔ پردہ اٹھتے ہی نناوے فیصدی لڑکیوں کا مشتبہ نظر آنا اور پردہ میں نو ہزار نو سو ننانوے بہنوں کا باعصمت رہنا یقینی ہے۔ جس پردہ کا کلام پاک میں حکم ہے وہ وہی ہے جو نگاہوں کو نہ ملنے دے اور اسی وقت تک جب تک غیر محرم صورت آشنا نہ ہو اور آشنا نہ کہلائے۔

حسن و زینت

اپنی خوبصورتی سے خود کوئی مکیف نہیں ہوتا؟ اس کا کیف دیکھنے والے کا رزق ہے! بناؤ سنگار اپنے لئے نہیں کیا جاتا؟ دوسروں کی نظر اس کی قیمت ہے کوئی صاحب فرمائیں۔ زیور کیا غذایت رکھتا ہے' گوٹے' پٹھے' چین بیل سے گرمی کی حفاظت ہوتی ہے یا سردی کی؟ خال' غازہ' لاکھا' دنبالہ کون سے مرض کی دوا ہے؟ بجز اظہار حسن اس کا حاصل نہیں! اظہار حسن کا معاوضہ فریفتگی ہے! کوئی باعصمت یہ گوارا نہیں کرے گی جو زیت اس نے اپنے شوہر کی حسیات پر اثر ڈالنے کی غرض سے کی ہے یا قدرت نے اس کے حسن میں بخشی ہے۔ اس پر نامحرم کی رال ٹپکے یا نگاہ پڑے!

آیہ حجاب

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ
اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ
يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ
زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۠
وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ
اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ
اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ
اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ
النِّسَآءِ ۠ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ
وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝﴾

(النور: ۳۱)

''نبی کریم ﷺ سے فرما دیجئے (غیرعورتوں کی طرف سے) اپنی آنکھیں بند کر لیں اور (اس طرح سے) اپنے نفسوں کو (خواہشات بے جا کی) حفاظت کریں (صرف یہی طریقہ) ان کی پاکیزگی کا ہے (کیونکہ بلاشبہ اللہ کو اس کا علم ہے۔ جو کچھ وہ غیرعورتوں میں آ کر اپنا حال بنا لیتے ہیں اور اپنی دانست میں اللہ سے چھپاتے ہیں) اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے (وہ بھی اپنی آنکھیں غیر محارم کی جانب سے) بند کر لیں اور اپنے نفوس (خواہشات بے جا) کی حفاظت کریں (اور غیر محارم پر) اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ کریں مگر اس میں سے (مجبوراً) جو کھلا رہے اور اپنے نقاب گریبان تک لٹکا لیں (تاکہ گردن اور سینہ بھی چھپ جائے) اور (چہرہ کی) کسی زینت کا اظہار نہ کریں۔ بجز اپنے (محارم یعنی) شوہر، باپ، خسر، بیٹے، سوتیلے بیٹے، بھائی، بھتیجے بھانجے، کنیز وغلام، طفیلی، خواجہ سرا لا یعقل یا ایسے ضعیف ومحتاج کے جن کو بنظر پرورش گھر رکھنا ضروری ہو بشرطیکہ (ان کو) جماع کی خواہش نہ ہو یا (دس برس کی عمر والے) لڑکے جو زن وشوہر کے تعلق ہی کو نہ سمجھتے ہوں، اور اپنے پیر (اس طرح زمین پر) نہ ماریں کہ (پاؤں کے زیور کی آواز جس کے چھپانے کا حکم ہے (غیرمحرم کے کان تک پہنچے) اور اس حکم کے خلاف جو کچھ جاہلیت میں کر چکے ہو، اے مسلمان عورتو اور مردو ان میں سے ہر ایک سے اللہ کے سامنے توبہ کر لو کہ تم کو نجات نصیب ہو اور تم پھلو پھولو۔''

احکام الٰہی

مردوں سے خطاب ہے کہ وہ اپنی آنکھیں (غیرعورتوں کی طرف سے) بند کر لیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں۔ مسلمان عورتوں کو ارشاد ہے کہ وہ بھی (غیرمحرم کی جانب سے) اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یعنی مرد و عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھیں اور پردہ قائم کر لیں اور نفس پر قابو رکھیں۔ یہی اشتعال نفس سے محفوظ رہنے اور حیاء کا ایک طریقہ ہے۔ اس کے سوا دوسری صورت ہی ممکن نہیں۔ اصطلاحی حیثیت سے آنکھیں بند کرنا کسی رسم کو ترک کرنا، قطع نظر اور قطع تعلق کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ''محبت سے آنکھیں بند کیں''، یعنی راہ و رسم ترک کی۔ ''دنیا سے آنکھیں بند کیں۔''، یعنی دنیا چھوڑ بیٹھے۔ قطع تعلق کیا سیر و تماشے سے آنکھیں بند کیں۔''، یعنی خلوت نشین ہو گئے، آنکھیں بند کرنا کلام مجید میں بے پردگی ترک کرنے کے معنی میں آیا ہے۔ لفظی حیثیت سے بالکل کھلا ہوا مطلب ہے کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھو۔ بعض تراجم میں ''غض بصر'' کے معنی نگاہیں نیچی کرنے کے ہیں۔ آنکھیں بند کرنے اور نگاہیں نیچی کرنے میں الفاظ کا اختلاف ہو، مقصد وہی ہے جو آنکھیں بند کرنے سے ہے یعنی اگر کہا جائے کہ نگاہیں نیچی کر لو۔ اشارہ ہوگا کہ زید، بکر عمر کے چہرہ کی طرف نہ دیکھو۔ بلکہ اس ترجمہ میں ایک نہایت خوب صراحت ہے یعنی نیچی نگاہوں سے پیروں، پنڈلیوں کے کسی زیور یا کسی ہیئت کا قیاس ممکن ہے لیکن چہرہ کی وضع کا وہم بھی محال ہے۔ مخالف کہتے ہیں کہ چہرہ چھپانے کا حکم ہی نہیں دیا گیا۔ حالانکہ بجز چہرے کے پردہ کے اس حکم سے دوسرے معنی ہی نہیں لئے جا سکتے ارشاد ہوتا ہے

﴿لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ (عورتیں اپنا بناؤ سنگار (غیر محرم کو) نہ دکھائیں۔مگر اس میں سے جو کھلا رہے) زینت سے مواضع زینت اور تمام زینتیں مراد ہیں۔ سرمہ' مسی' مانگ' چوٹی' غازہ' لاکھا' مہندی' پھول' عطر' زیور' لباس زینتوں میں شامل ہیں اور جسم کے تمام حصص مواضع زینت ہیں جن کے پردہ کا حکم دیا گیا ہے۔ مَا ظَهَرَ مِنْهَا کے بموجب ان میں سے صرف ایسی شے مستثنٰی ہے جو چھپائی نہ جاسکے وہ لباس کی اس قسم سے مراد ہے جس پر نظر نہ مائل ہوتی ہو۔ جیسے برقع جو تمام جسم کو پردہ میں چھپانے کے بعد نمایاں رہتا ہے چونکہ وہ خود پردہ ہے اس لئے اس کو چھپانے کی ضرورت ہی نہیں۔ یا دستانے' موزہ کفش وغیرہ یا دادوسد کے وقت ہاتھ یا انگوٹھیاں پردہ کے خلاف مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی بحث میں بعض مفسرین کے اقوال سے چہرہ کو مستثنٰی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور محض مغالطہ دینے کے لئے ہے کیونکہ مَا ظَهَرَ مقررہ زینتوں کے مطابق ہے۔ مواضع زینت سے اس کا تعلق شبہ سے خالی نہیں۔ ایسی حالت میں جب کثرت سے مفسرین کا اختلاف موجود ہو ''بیضاوی'' کا قطعی فیصلہ ہے کہ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے چہرہ اور ہاتھ ہرگز مراد نہیں ہیں ان کے کھولنے کا حکم صرف علاج' شہادت' یا نماز میں ہے جو امر مجبوری اور طاعت ہے۔

آیۂ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ کے مکرر ارشاد کا سبب

کلام مجید میں جہاں کوئی مقام یا لفظ ایسا آیا ہے جس کے معنی و مطلب سمجھنے میں عوام کو دقت ہو یا اصل معنی و مطلب کے خلاف اس کے معنی پیدا کئے جاسکتے ہوں۔ اس کی تشریح وحل بھی کلام مجید میں ہی ہے۔ چہرہ کے پردہ' مُو کدہ سمجھا جائے۔ اسی احتمال کی گنجائش رہتی تھی جو مفسرین کے محل کلام کے خلاف اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی بحث میں یار لوگ خواہ مخواہ پیدا کر بیٹھے ہیں۔ اس لئے عالم الغیب نے پردہ کا حکم عام مَا ظَهَرَ مِنْهَا تک ختم فرما کر آداب پردہ کی مخصوص تعلیم فرمائی اور چہرہ کے پردہ کا طریقہ بیان کر کے آیہ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ کو مکرر ارشاد فرمایا اس کے بعد اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ارشاد نہیں کیا۔ یعنی حکم کے جز اوّل میں اگر اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی بحث سے چہرہ کے پردہ میں کوئی اختلاف اور شبہ واقع ہو تو تعلیم نقاب کے بعد لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ کی تاکید جو باستثناء الفاظ ما ظہر منہا ہے چہرہ کے پردہ میں کوئی شک باقی نہ رکھے' لہٰذا چہرہ کو موضوع زینت کہنا درست ہے مگر مثل ہاتھ پاؤں کے مواضع زینت میں چہرہ کا شمار کرنا منشاء الٰہی کے خلاف ہے اور لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ کا مکرر ارشاد فرمانا قطعی ثبوت ہے کہ چہرہ کا پردہ مقدم اور ضروری اور جو چہرے کے پردے سے انحراف کرتے ہیں۔ منشاء قرآنی سے منحرف ہیں۔

چہرہ کا پردہ اور محارم کی تفصیل

﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ﴾

''عورتیں اپنے نقاب گریبانوں تک لٹکائیں اور (چہرہ کی) کسی زینت کا نامحرم پر اظہار نہ کریں۔ بجز اپنے شوہر' باپ' خسر' بیٹے' سوتیلے بیٹے' بھائی' بھتیجے' بھانجے' عورت' کنیز وغلام یا ایسے طفیلی کے جن کو نکاح یا جماع فطرتاً خواہش نہ ہو اور نابالغ لڑکے جو زن وشوہر کے تعلق کو نہ سمجھتے ہوں

سورۃ احزاب میں مسئلہ کو بھی واضح کر دیا ہے کہ ارشاد ہے:

﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ﴾

یعنی ''نا گنجذا عورتوں کو نہ اپنے باپ کے سامنے آنا گناہ ہے نہ بھائی نہ بھتیجے' نہ عورتوں' کنیزوں اور غلاموں کے''۔

یعنی ان کے علاوہ سب کے سامنے آنے کی سخت ممانعت ہے لہٰذا اگر محض محارم کے تقرر اور تفصیل پر نظر کر کے نتیجہ اخذ کیا جائے تو بجز اس کے ہر صورت میں غیر محارم کے

سامنے آنا گناہ ہے کوئی حجت نہیں ملتی۔

احتیاط اسلام

حضرت شعبیؒ اور حضرت عکرمہؒ سے استفسار ہوا کہ محارم میں چچا اور ماموں کا نام کیوں نہیں لایا گیا۔ فرمایا.... وہ اپنے نامحرم بیٹیوں کے سامنے لڑکیوں کے حسن و جمال کی تعریف کرتے ہیں۔ باپ کی فطرت ہے کہ کنواری لڑکی پر نظر پڑتے ہی بیٹے کی شادی کا خیال دل میں آجائے اور بیٹوں کو رجھانے کے لئے لڑکیوں کے محاسن کی مدح ان کے سامنے بیان کرے۔ بجائے خود اس روایت بھی چہرہ کے پردہ پر مہر صداقت ہے کیونکہ ترغیب مناکحت میں صرف چہرہ کی خوبیاں مقدم ہوتی ہیں' اور ناک نقشہ ہی کی تعریف بیان کی جاتی ہے اس احتیاط کو دیکھئے یہ بھی گوارا نہیں کہ محاسن کا ذکر پردہ سے باہر نکلے اور آج کل کے نام نہاد مسلمانوں کا پردہ کے متعلق عقیدہ ملاحظہ فرمائیے۔

لفظ ''خمار'' کے معنی و مفہوم

خمرٌ خمار کی جمع ہے جس کے معنی ڈھانکنا اور چھپا لینا ہیں آیہ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ﴾ میں خمار کے معنی و مفہوم سمجھنے کے بعد اس مسئلہ میں بہت کچھ آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ خمار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو منہ پر ڈالنے کی غرض سے دوپٹہ یا چادر میں ٹانک لیا جاتا ہے اور نقاب میں استعمال ہوتا ہے بار بار ٹانکنے اور ادھیڑنے کی زحمت دیکھ کر چادر اور خمار کو خاص وضع سے جوڑ کر پردہ نشینوں کے لئے برقہ ایجاد ہوا۔ مکمل پردہ کے علاوہ برقع میں یہ خوبی پیدا ہوگئی ہے کہ اس کو ہر ملک کی عورتوں نے پسند کیا اور ہر لباس پر موزوں ہو کر دنیائے اسلام میں مقبول ہوا۔ آیت حجاب کے نزول سے قبل انداز سمجھ کر یا سادگی سے عورتیں خمار کو سر پر الٹ لیا کرتی تھیں جس کا رواج اب تک باقی ہے کہ نیم پردہ جوان عورتیں یا بڑھیاں برقع کا رومال اسی انداز سے سر پر رکھ کر نکلتی ہیں جو پردہ کے خلاف ہے' قرآن کریم میں خمار کو گریبان تک لٹکانے کا حکم دے کر نقاب کی وہ حد مقرر فرمائی جس میں چہرہ اور گردن کا مکمل پردہ ہوا اور اس وقت سے ہر عورت پر فرض ہوا کہ اگر وہ کسی ضرورت سے آمدورفت پر مجبور ہو تو ایسا برقع یا نقاب پہن کر نکلے جس کا رومال گریبان تک لٹکا ہو۔

ذی والخمار

ذوالخمار عرب میں مالک بن نویرہ منہ پر نقاب ڈال کے دشمن سے مقابلہ کرتے تھے۔ ذوالخمار لقب تھا۔ عرب کے مشہور نیزہ باز عوف بن ربیع برقع پہن کر شریک جنگ ہوتے برچھیوں کے زخمیوں کا بیان تھا کہ ہمیں ذوالخمار یعنی نقاب پوش نے مجروح کیا۔

یہ خمار کی معنوی سند ہے جو لوگ اس دھجی کو خمار سمجھتے ہیں جس کو یورپین لیڈیاں نمائش کے لئے سر پر ڈال لیتی ہیں۔ غلط ہے۔ وہ لہریہ آب رواں کی قسم کا باریک اور نازک کپڑا ہوتا ہے اتنا عریض وطویل ہی نہیں ہوتا کہ پردہ کے لئے جسم پر لپیٹا جائے یا سینہ چھپانے کے لئے بکل مارا جائے۔ زیادہ سے زیادہ ضرورت کے وقت ناک پونچھنے کے لئے موزوں ہو سکتا ہے۔ عربی میں اس کا نام رکھنے کی کوئی خاص ضرورت سمجھی جائے تو قناع کہہ سکتے ہیں خمار وہ کپڑا ہے جس میں چہرہ کے خط وخال نہ چمکیں اور شناخت نہ ہو۔

جلباب

سورۂ احزاب میں پردہ کے متعلق جو آیت ہے اس میں بجائے يَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ کے يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ارشاد ہوا ہے اس کے معنی ہیں کہ عورتیں اپنے اوپر چادر لپیٹ لیں یعنی اگر خمار لٹکا ہوا دوپٹہ یا چادر نہ ہو تو جلباب سے وہ کام لیا جائے تو نقاب سے لیا جاتا ہے جلباب اس دبیز عریض وطویل چادر کا نام ہے جو سر سے پاؤں تک لپیٹی جا سکے کہ مکمل پردہ کا کام دے۔ صرف ایک آنکھ دیکھنے کے لئے کھلی رہے چہرہ پر جو اس کی وضع رہتی ہے مفسرین نے اس کا نام گھونگھٹ رکھا ہے۔ حضرت عبیدہؓ سے يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ کی تفسیر دریافت کی گئی تو آپ نے چادر اوڑھ کر ایک آنکھ کھلی رکھی اور فرمایا جلباب کی یہ صورت ہے در منثور میں ارشاد ہوا ہے:

اَمَرَ اللّٰہُ نِسَاءُ الْمُؤْمِنٰتِ اِذَا اخرجن من بُیُوْتِھِنَّ فِیْ حَاجتِھن اَن یُّغَطِّیْنَ وجوھَھُنَّ مِن فوقِ رؤسِھن بالجَلابیب وَلْیمدُنَ علیھا واحدۃً

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ مسلمان عورتیں جب کسی ضرورت کے لئے گھر سے باہر نکلیں تو اپنے سر کے اوپر سے چادر اوڑھ کر چہرہ کو اس طرح چھپائیں کہ صرف ایک آنکھ کھلی رہے۔

حضرت کعبؓ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ کی تفسیر فرماتے ہیں تُخَمّر وَجُھَھَا اِلَّا اِحْدٰی عَیْنَیْھَا بجز ایک آنکھ کے عورت اپنا تمام چہرہ چھپائے) چنانچہ سورۂ نور اور سورۂ احزاب کی دونوں آیات میں ان ہی کپڑوں کا ذکر ہے۔ جو چہرہ چھپانے کے لئے مخصوص ہیں۔ اس لئے خمار و جلباب کے حکم کی موجودگی میں چہرہ کو پردہ سے مستثنٰی سمجھنا گویا کلام الٰہی کی تحریف ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا واقعہ

ایک روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ کا مسجد نبوی میں سید الکونین علیہ السلام کی پشت کے پیچھے سے حبشیوں کی تلواروں کا تماشہ دیکھنا ہے۔ اس ستم کو دیکھئے کہ اپنے دعویٰ کی تائید میں جناب صدیقہؓ پر بھی تہمت لگانا معصیت نہیں سمجھتے ہیں۔ بخاری شریف میں ازواج مطہرات کے سفر میں جانے کے متعلق جو حدیث ہے اس کو دیکھ لیا جائے تو یقین ہو جاتا کہ کسی حالت میں بھی جناب صدیقہؓ حبشیوں کے سامنے بے نقاب تشریف نہیں لائی ہوں گی۔ خود فرماتی ہیں کہ جب میں سرور کائنات علیہ السلام کے ہمراہ سفر میں گئی تو مجھ کو محمل کے اندر ہی اونٹ پر سوار کرایا گیا اور محمل کے اندر ہی اتار لیا گیا۔ جب سفر میں اس قدر احتیاط تھی تو سمجھ نہیں آتا کہ جناب صدیقہؓ بے نقاب ہوں۔

علاوہ اس کی ان کا سرور کائنات کی پشت کے پیچھے کھڑا ہونا پردہ کی ایک قوی دلیل ہے۔ پھر مسجد نبوی میں جہاں قدم رکھتے ہی انسان کے دل پر حیاء و ایمان کا درود ہوتا ہے وہ بھی حبشی غلاموں کا تماشہ دیکھنے کے لئے جو اَوْمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُنَّ کے مطابق پردہ سے مستثنٰی تھے۔ یہ بھی فرض کیا جائے کہ وہ غیر تھے۔ تو جو لوگ تلواروں کے کرتب دکھاتے ہیں۔ ان کی نظریں تلواروں اور اطراف بدن پر ہوتی ہیں۔ دن بھی یوم عید تھا جس میں سلام و انعام کے لئے ادنیٰ لوگ حاضر ہوتے ہیں۔ جن کی مرعوب و ممنون نگاہیں زمین سے نہیں اٹھتی ہیں اگر بنظر ہدایت دیکھا جائے تو اس روایت کا حاصل یہ ہے کہ پردہ نشین عورتوں کو کھیل تماشہ دکھایا جائے تو پردہ دار مقام ہو۔ غیروں کا مجمع نہ ہو اور ایسا تماشا ہو جس کا اثر حیا کے خلاف نہ پڑے' اس سبق آموز واقع کو پردہ کے خلاف پیش کیا جاتا ہے؟

غزوات اسلام اور عورتیں

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ غزوات میں عورتیں فوج کے ساتھ گئیں۔ سپاہیوں کو پانی پلایا۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کی۔ ان واقعات سے کس کو انکار ہے۔

اب بھی مسلمانوں پر ایسا وقت پڑے تو عورتوں کا فرض ہے کہ دور رسالت کی یاد کو زندہ کر دیں۔ مہمات کا تو ولولہ اور اثر ہی الگ ہوتا ہے۔ خدانخواستہ گھر میں چور گھس پڑیں' آگ لگ جائے' دیواریں گر پڑیں۔ ان حالتوں میں اگر عورتیں مدافعت کر دیں۔ مردوں کے ساتھ آگ میں کود پڑیں۔ بچوں کو گرتے ہوئے مکان سے لے کر باہر نکل کھڑی ہوں' ہر طرح قابل تحسین ہے۔ لیکن یہ کوئی غیرت نہیں کہ تماشہ بن کر نکلیں۔ مومن کافر نظروں کی بوچھاڑ کر رہے ہوں۔ نیاز مند شوہر ساتھ ہیں جس نے گھور کو دیکھا۔ دانت نکال کر رہ گئے۔ سر کھجلایا' چشمہ درست کر لیا۔ کتا ساتھ ہے تو اس کے مساس میں وقت گزارا۔ خیرت سے گھر واپس آئے۔ تو بی صاحبہ کی نظروں میں دنیا ہے اور شوہر صاحب کے دل میں اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَطَالِبُھَا کِلَابٌ۔

برقع

جو یہ کہتے ہیں کہ موجودہ پردہ ہندوستان میں شروع ہوا یا مسلمانوں نے ہندوستان میں آ کر اس میں کوئی ایجاد کی۔ قطعی فریب اور بے بنیاد ہے۔ جس طرح کلمہ

شریف لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو اس قادر مطلق نے کفر کے دخل وتصرف سے محفوظ و مامون رکھا ہے۔ اسی طرح برقع کے نام کی زبان کفار سے حفاظت فرمائی ہے اور پردہ کے مخالفین کا منہ کالا کرنے کے لئے اس کے عربی نام کو بجنسہ اب تک قائم رکھا ہے۔ اردو، فارسی، ہندی، پنجابی یا ہندوستان کی کسی مروجہ زبان میں برقع کا مترادف لفظ نہیں ہے اور برقع اپنی ٹھیٹھ عرب وضع پر قائم ہے۔ سرتاپا برقع کی ترکیب اور نام اس امر کی کافی شہادت ہے کہ چہرہ کا پردہ عرب میں مقدم تھا جس کی مثل اور فرائض اسلام کے ہندوستان میں پیروی ہوئی۔

پردہ نشینوں کے مکانات

پردہ دار مکان جن کے نام ہوا پرستوں نے قید خانے رکھا ہے، اوران کا قول ہے کہ عورتوں کو حبس بے جا میں رکھا جاتا ہے یا مکانوں میں بند رکھنا آوارہ عورتوں کی سزا ہے۔ خاک بدن ازواج مطہرات کی ذات معصوم پر حملے کرتے ہیں۔ رب العزت نے مکان کے اندر پابند ہوکر رہنے کا حکم پہلے امہات المؤمنین ہی کو دیا۔ جس کی سنت میں حضورؐ کے غلاموں کی بیبیوں نے گھروں میں رہنا اختیار کیا۔ ارشاد ہوتا ہے۔ ﴿وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی﴾ (اے نبی کی بیبیو اپنے گھروں میں رہو زمانہ جاہلیت کے تبرج کو ترک کردو) یعنی زمانہ کفر میں جس طرح نامحرموں کے سامنے بناؤ سنگار کرکے عورتیں پھرا کرتی تھیں۔ وہ آج سے قطعی حرام ہے۔ آیۂ شریف کی موجودگی میں مخالفین کا یہ کہنا پردہ دار مکانوں میں بدکار عورتیں رکھی جاتی ہیں یا گھروں میں عورتوں کا رکھنا سزا ہے یا پردہ دار مکان قید خانے ہیں کفر اور گستاخی سے خالی نہیں؟ افسوس یہ ہے کہ حد شریعت ہندوستان میں جاری نہیں کہ زبانیں کھینچ لی جائیں اس شوخ چشمی کو دیکھئے کہ قرآن کریم تو تبرج اور گھر سے نکلنے کو زمانۂ کفر و جہالت کی رسم قرار دے کر حرام ٹھہرائے اور موجودہ تہذیب کے بدزبان پردہ کو جہالت کہہ کر اس کی توہین کریں؟

دروازوں کے پردے

دروازوں پر پردے لٹکانا بھی قرآن شریف میں ثابت ہے۔ ارشاد ہوا۔ ﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ (اور جب عورتوں سے کوئی شے مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو) اس آیت کے بعد رسالت مآبؐ نے اپنے گھر کے دروازہ پر پردہ لٹکایا۔ لہٰذا دروازہ پر پردہ ہونا بھی سنت نبویؐ ہے۔

حضرت ابنؓ ام مکتوم کا واقعہ

نامحرم خواہ عورت کو دیکھے یا نہ دیکھے اس پر عورت کی نظر پڑنا حرام ہے اور حضرت (عبداللہ) ابنؓ ام مکتوم کا واقعہ اس مسئلہ کا عملی پہلو ظاہر کرتا ہے:

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا کَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَمَیْمُوْنَةُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا اِذْ اَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَیْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَیْسَ هُوَ اَعْمٰی لَا یُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَفَعَمْیَاوَانِ اَنْتُمَا اَنْتُمَا یُبْصِرَانِهٖ (ترمذی و ابوداؤد)

جناب ابنؓ ام مکتوم جلیل القدر صحابی اور نابینا تھے۔ آپ حرم نبوی میں تشریف لائے تو سرکار والا نے ازواج مطہرات سے فرمایا پردہ کرلو۔ بیویوں نے عرض کیا کہ حضور ابن ام مکتوم تو نابینا ہیں وہ ہمیں کیا دیکھیں گے؟ ارشاد فرمایا کہ تمہاری آنکھیں ہیں اور تم انہیں دیکھ سکتی ہو) اس حدیث کے متعلق اور کچھ حجت تو ناممکن تھی مگر مخالفین کو بلاثبوت کہتے سنا ہے کہ جناب ابنؓ ام مکتوم کے کپڑوں میں ستر کے لحاظ سے کوئی نقص ہوگا؟ اور یہ غلط ہے اس لئے کہ ایک صحابی کی شان سے قطعی بعید نہیں کہ کپڑے خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں؟ اور وہ بارگاہ رسالت میں ستر کے خلاف حاضری دے! نیز مرد کا جو ستر مقرر ہے اگر اس کے خلاف کوئی نقص ہوتا تو حضور بھی منہ پھیر لیتے یا آنکھیں بند کرکے جناب ابنؓ ام مکتوم کو ہدایت فرماتے اور حدیث میں اس کی صراحت ہوتی۔ اگر مقررہ ستر ناکافی تھا اور نامحرم کو دیکھنا جائز ہوتا تو آقائے نامدار بیویوں پر حجاب کی

تاکید نہ فرماتے؟ غرض ان واقعات کو دیکھ کر فیصلہ کیا جائے۔ خواہ کسی فلسفہ کی رو سے نتیجہ برآمد ہو؟ اگر پردہ اور عورت نسبتی الفاظ ہیں تو پردہ اور چہرہ کا واسطہ بھی لازمی ہے! احادیث اور کلام پاک میں بجز اس پردہ کے کسی خلاف ثبوت کی جستجو گمراہی اور متبرکات پر کلوخ اندازی ہے! چونکہ تعلیم جدید کے زہر نے ہوا میں ایک خاص سمت پیدا کر دی ہے اور نئی تعلیم میں زمانہ کا ٹمپریچر دیکھنے کے لئے بجز عورت کے دوسرا تھرمامیٹر ہی استعمال کرنا غلط کہا جاتا ہے! اس لئے جب تک ان توہمات کا علاج نہ ہو جو مخالف کے ہذیان کا سبب ہیں۔ آسیب زدہ طبقہ کا بھوت نہیں اتر سکتا؟ لہٰذا موجودہ پردہ پر رسمی نکتہ چینیاں جویاروں کا تکیۂ کلام ہیں۔ ان کے متعلق بھی عرض کرنا نہایت ضروری ہے۔

موجودہ پردہ پر اعتراضات

جن کی آنکھیں تلووں سے جا لگی ہیں وہ دنیا کی ہر شاہراہ سے لے کر پگڈنڈی تک عورتوں کے نقش قدم کے سوا سجدہ ہی جائز نہیں سمجھتے مگر بعض اہل دل نے چند اعتراضات تصنیف کر رکھے ہیں جو اس بحث میں دہرائے جاتے ہیں۔ مثلاً:

۱) پردہ مساوات انسانی کے خلاف ہے۔
۲) پردہ سے قوم کا نصف حصہ بیکار ہے۔
۳) پردہ آزادیٔ کا نصف حصہ بیکار ہے۔
۴) پردہ عورتوں کی تندرستی کا دشمن ہے۔
۵) پردہ نے مناکحت کی آزادی کو سلب کر رکھا ہے۔
۶) پردہ ترقی کا مانع ہے۔
۷) پردہ تعلیم نسواں کا دشمن ہے۔

مرد عورت کا فطری اختلاف

عورت اور مرد کی مساوات کا خیال اتنا ہی مہمل ہے جتنا کسی محروم البصر کو اپنی صورت کا علم‘ عورت اور مرد کی مختلف الحال تصویریں منہ سے بول رہی ہیں کہ میں حسن ہوں اور یہ عشق‘ میں دنیا کا خزانہ ہوں‘ یہ اس کا محافظ‘ میں خرمن ہوں یہ دہقان۔ میری شان میں ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ﴾ ارشاد ہوا ہے اس کی شان میں ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾ فرمایا ہے۔ میری خوشہ چینی راہ چلتوں کی عادت ہے میری نشوونما کی حفاظت مرد کی شرافت ہے میری پیداوار سے زیادہ کائنات میں کوئی شے بیش قیمت نہیں! مجھے آزاد چھوڑنا نسل کی ہلاکت‘ میرا دوسرا مصرف تلاش کرنا اخلاق کی موت جب تک مرد کی مجھ پر حکومت ہے دنیا پھل پائے گی جس دن یہ حکومت اٹھ گئی عالم بنجر نظر آئے گا۔ نہ عورت سے مرد کا کام لیا جا سکتا ہے۔ نہ مرد سے عورت کا ﴿قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾ کی یہ مصلحت ہے کہ پیداوار میں نقص واقع نہ ہو ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ﴾ کے یہ معنی ہیں کہ پیداوار کے سوا عورت سے دوسری خدمت نہ لی جائے۔ مرد کو خلافت‘ نبوت‘ امامت‘ عطا فرما کر نظام عالم کا ذمہ دار کیا۔ عورت کی گود میں خلاصۂ کائنات رکھ کر گھر اس کا گوشۂ عافیت بنایا۔ مصلحت اس میں ہے کہ انسان اپنی بساط کے مطابق اپنی عقل سے کام لے اور اسی دستور العمل میں چلے جس پر قدرت کی مہر ہو۔

عورتوں سے مردوں کا کام لینے کا خیال خبط ہے!

اس قادر مطلق کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ پر جب تک ایمان نہ ہو کوئی ذریعہ نہیں کہ انسان کو کسی نوبت پر تسکین قلب میسر ہو سکے۔ اتنا ہی سمجھنا محال ہے کہ ایک ناپاک قطرہ رحم میں متشکل ہو کر کیونکر انسان بنتا ہے؟ اس ناچیز قطرہ کا کونسا حصہ گوشت و استخواں بنتا ہے۔ آنکھ اور زبان کس حصہ سے بن جاتی ہے۔ دل و دماغ کی کیا ترکیب ہے؟ بیٹی خواہ بیٹا جنوانا باپ کی قدرت سے کیوں باہر ہے؟ لڑکوں کے مقابلہ میں لڑکیوں کے ہاتھ پیر کس تصور میں گڑیوں کے برابر رہ جاتے ہیں؟ اس اختیار و تمیز پر دعوے اور کوشش کہ عورت کے معمول کو بدلنا تخلیق کے راز کا حل اور دودھ کی نہر میں جنگی بیڑا اتارنا دنیا کی فتح ہے؟ انسانی حواس کا وہ مضحکہ ہے جس پر کہنے کو جی چاہتا ہے کہ اس تہذیب کے بہادر کیمیاگروں نے صنف نازک کی جہاں اتنی ہمت افزائی فرماء ہے۔

مرد کے بطن سے بچہ جنوا کر بھی ایثار دکھائیں ورنہ یقین کر لیں کہ مرد اور عورت کی قابلیتیں یکساں نہیں ہیں۔

انسان اور حیوان

خودغرضی انسان کو بزدل بنا دیتی ہے عورت و مرد سے برابر کا فلسفہ دونوں کی تعلیم ایک کرنے کا راز میاں بیوی کو ایک سڑک پر دوڑانے کا مقصد' دودھ کا چچہ چھین کر عورت کے ہاتھ میں تلوار دینے کی مصلحت یہی ہے کہ مسلوب الفطرت تہذیب خوردہ لوگ حیوانات کو ننگا دیکھ کر اپنا گریبان پھاڑ بیٹھنا دانائی سمجھتے ہیں۔ جانوروں کو تنہا اپنے اپنے دانہ گھاس کی فکر میں دیکھ کر ان کی ہنیر مردانیت پر بوجھ شاق ہو رہا ہے کہ مرد کی گردن پر بیوی کے مہر نان ونفقہ' حق زوجیت کا بار کیوں ہے؟ لیکن اگر اپنی دم کی تحقیقات کریں تو اسی مقام پر اشرف المخلوقات کی مہر برآمد ہوگی اور فیصلہ کرنا پڑے گا کہ ہماری اور گدھے کی صورت میں فرق ہے اور تسلیم کرنا ہوگا کہ ملائک کا وجود پروردگار کی قدرت کی ایسی مثال ہے کہ وہ بغیر جوڑے کے بھی مخلوق پیدا کرسکتا ہے۔ ملائک کا نظارہ آنکھوں کو نصیب نہ ہو۔ صدہا حشرات الارض اس کی وحدانیت کا اقرار کریں گے اور اہل یقین سے کلمہ پڑھوانے کے لئے گولر کا ایک بھنگا کافی ہے لہٰذا جس مخلوق میں اس نے نر اور مادہ پیدا کئے ان کی فطرت کے لحاظ سے ان کا دستور العمل بھی بنا دیا۔ جس کا بچہ پیدا ہوتے ہی رینگنے یا چلنے پھرنے لگا۔ دوسرے دن سے تلاش رزق کی ماں کو استطاعت بخش دی۔ جس کا بچہ مضغۂ گوشت ہوا۔ ہوش تک اس کی پرورش ماں کی گود اور باپ کے ہاتھ پیروں پر فرض کر دی۔ کوئی احمق انسان یہ دیکھ کر گھوڑوں کے ساتھ گھوڑیاں بھی رسالہ میں بھرتی ہوتی ہیں۔ پچھاڑیاں توڑنے لگے تو پہلے اپنے ''ولدالحماقۃ'' کو وضع حمل کے دوسرے دن دم کے پیچھے دوڑا کر دیکھے یا قبلہ وکعبہ بن کر رہے۔

حکمت الٰہی

بطن ایک' استقرار حمل کی صورت ایک' وضع حمل کی مدت ایک' رضاعت ایک' پرورش ایک' بھائی صاحب ماشاء اللہ سروقد ہو گئے۔ بہن معصوم کاندھے تک نہ پہنچی' ہاتھ پاؤں الگ الگ نظر آتے ہیں۔ کاسۂ سر و دماغ کے ظرف کی قلعی کھول رہا ہے۔ یہ ریش و بروت سے مُشیّن ہوئے اس کے عارض سیمیں پر درود واجب ہوا۔ قدم گن گن کر اٹھتا ہے۔ آواز میں پپیہا بول رہا ہے۔ مصلحت کا علم تو پیدا کرنے والے کو ہی ہوگا۔ ظاہر تو یہ ہے کہ وہ کسی کا باپ ہوگا یہ کسی کی ماں۔ اس کے کاندھے پر جوا ہوگا۔ اس کی گود میں پھول' اس کے سخت ہاتھ پہاڑ کاٹیں گے' اس کی نرم و نازک انگلیاں ورق گل کی کدورت دھوئیں گی' اس کے پیر دنیا کا تعاقب کریں گے' اس کی رفتار شیرخوار کی نیند ہو گی' وہ داڑھی مونچھ سے عالم کو مرعوب کرے گا۔ یہ گال پہ گال رکھ کر معصوم کو لوریاں دے گی اس کی آواز فوج کی کمانڈ کرے گی۔ اس کی آواز معصوم کی دلداری میں کام آئے گی۔ اس کا دماغ خودغرضیوں میں صرف ہوگا۔ اس کا دماغ محبت میں' اس کے سینہ پر روزگار کی ٹکر ہوگی۔ اس کی چھاتی پر انسان کی زندگی اس کو تحکم قہر سکھائے گا اس کو ماما صبر کا سبق دے گی۔ اس کو دنیا کا نشیب و فراز متلون رکھے گا اس کو اولاد کا سلسلہ مستقل مزاج بنائے گا۔ مرد و عورت کی مساوات کیا معنی! یہ صرف ان لوگوں کا خیال ہے جن کے منہ سے نفاس جاری حے۔ حقیقت شناس اس کو لغویت اور بدکاری کی تعلیم سمجھتے ہیں!

مرد و عورت کا ایک دوسرے کی خدمات انجام دینا ناممکن ہے

بار حمل تو درکنار کوئی مرد صاحب نوزائیدہ کو چوبیس گھنٹہ گود میں رکھ کر دکھائیں۔ اس گلاب کے پھول کو گود میں لے کر سوئیں جب اٹھارہ مرتبہ بچے کے پیشاب یا پاخانہ میں آلودہ ہونا پڑے۔ اس وقت رات کی نیند اور اپنی حالت پر صبر کر کے دیکھیں' جب بچہ روتے روتے ہلاک ہونے لگے۔ خندہ پیشانی سے خاموش کر کے قابلیت کا ثبوت دیں۔ یہ دو چار گھنٹے دو چار دن کی صروفیات نہیں۔ آج حمل نو مہینے تک وضع حمل کا انتظار۔ رضاعت' رضاعت کے بعد پھر وہی مصیبت۔ وہ بھی اگر خاوند صاحب انسانیت

کے جامہ میں ہوں' اور چھٹی چلے یا رضاعت تک معاف فرما دیں ورنہ ہر سال خاندان کا ایک چراغ عورت کی چھاتی پر جلتا ہے۔ زمانہ حوا سے ملکۂ ثریا تک ایک مرد بھی ایسا پیدا نہیں ہوا کہ عورت کی قسمت کے کسی حصہ کا شریک ہو کر مساوات کی مثال قائم کرے اور یہ ثابت کرے کہ عورت کی مخصوص خدمات میں سے مرد کسی ایک کا بھی اہل ہو سکتا ہے۔ یہ مرد کی خود غرضی ہے اور ویسی خود غرضی جس کو بے ایمانی کہتے ہیں۔ محض اپنا بوجھ معصوم عورت کی گردن پر رکھنے کی نیت سے مساوات کا باغ دکھا کر فریب دیا جا رہا ہے۔ احمق انسان گائے کو بھی چھکڑے میں جوت سکتا ہے مگر فطرت اس کو دودھ سے محروم کر دے گی۔ جو کسی وقت گائے بیل کی نسل معدوم ہونے کا پیش خیمہ ہوگا۔ وہ مرد جو کشاکش روزگار میں عورتوں کی قوتیں شریک کرنا چاہتے ہیں مردانگی سے محروم ہیں۔

انسانی زندگی کا دستور

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو ہاتھ پیر اپنا ہی پیٹ بھرنے کے لئے عطا ہوئے ہیں۔ نتیجہ دیکھئے تو ساری قوی اولاد کی نشوونما میں صرف ہوئیں اور زندگی کا اصل اولاد ہے اس حقیقت پر نظر پڑتے ہی تعمیر زندگی کا نقشہ سامنے آ جاتا ہے۔ دو انسان مصروف کار ہیں۔ ایک کے ہاتھ برخشت تعمیر کو قد آدم پہنچا رہے ہیں۔ دوسرا دوڑ دھوپ کر کے سامان عمارت فراہم کر رہا ہے۔ ایک معماری کے قابل دوسرا بار برداری کا اہل۔ یہ اس کی جگہ بیٹھ کر اٹکل پچو ردے لگائے تو تعمیر ناقص وہ بار برداری میں مصروف ہو تو شہتیر کی جگہ بلی اٹھانے سے عاری ایک کام دونوں اختیار کریں تو ایک فاضل۔ یہ کیا حماقت ہے کہ جس آقا نے دونوں کے موازنہ سے حصہ بقدر جثہ دے کر خدمت تعمیر سپرد کی ہے۔ اس کی بغاوت کی جائے مردوں کی جگہ مردوں کی اور عورتوں کی جگہ عورتوں کی گنجائش وہی رہے گی جتنا خلاق عالم نے کارخانۂ قدرت میں اس کا تقرر فرما دیا ہے۔ یہ تماشا دیکھنا کہ ایک کرسی پر دو بیٹھیں اس وقت اچھا معلوم ہو جب ایک زچہ خانہ میں مرد اور عورت برابر دو لیٹے ہوئے نظر آئیں۔ کوئی کہے کہ عورتوں کی تعداد بڑھ جائے تو کیا ہو؟ معقول یہ ہے کہ مسلمان بن کر رہا جائے۔ ہر بالغ کو چار بیویوں تک اجازت ہے

کسی ملک میں عورت فاضل نظر آ جائے تو مالک الملک کی ذمہ داری اس پر عمل کرتے ہی مسلمان اپنی تعداد دیکھیں اور دس برس بعد دنیا میں بھی یہ نظر نہ آئیں تو سر قلم کروا دیجئے۔ ترقی یہ ہے کہ قوم میں اضافہ ہو جس پر آج سر پھوٹ رہے ہیں۔ یہ نہیں کہ خاوندوں کی تلاش میں عورتیں بھی ہاتھ سے جائیں۔ یہ وہ کریں جن میں ایک عورت کے سوا گذارا نہیں۔ ہمیں وہ کرنا چاہئے جو ہمارے خدا کا فرمان ہے۔ ہماری ترقی عورت کے بطن سے وابستہ ہے۔ ایک عورت کا بیرسٹر ہو جانا قابل فخر نہیں۔ جس عورت کے چار بیٹے بیرسٹر اور ان کی چار بیویوں کی اولاد سے قصبہ آباد' وہ قابل فخر ہے!

مرد کا دست نگر رہنا عورت کی زندگی کا بہترین اصول ہے!

رب العالمین نے جو حدود مقرر فرما دی ہیں وہ مصلحت سے خالی نہیں۔ مرد کے نان نفقہ کا محتاج رہنا عورت کی شرافت ہے۔ اگرچہ یہ احتاج اس کو مجبور نہ رکھے تو کوئی وجہ نہیں کہ حمل بوجھ باندھ کر اپنی نزاکت غارت کر دے۔ کوئی سبب نہیں کہ دردزہ میں قریب مرگ ہونا پسند کرے۔ کوئی دانشمندی نہیں کہ اولاد کی پرورش میں راتوں کی نیندوں کا آرام خواب خیال سمجھے۔ مرد اتنا بزدل کہ فصلد کھلواتے موت نظر آئے۔ عورت اتنی دلیر کہ وضع حمل کے وقت موت کو زندگی کہے۔ یہ اس کی قدرت ہے اور ذرائع معاش سے عورت کا تہی دست ہونا یہ سمجھا جائے کہ جماع کی لذت پر آسائش زندگی کو تصدق کیا جاتا ہے تو اس دور کیمیا میں بانجھ رہنا کتنی دوڑ ہے؟ اور زناء جن کا پیشہ ہے وہ قطع نسل کی تدبیر پہلے اختیار کر لیتی ہیں۔ یہ حوصلہ تو گرہستیوں کے لئے ناممکن ہے جو مرد کی دست نگر رہ کر اولاد پر مٹنا ایمان سمجھتی ہیں۔

مردانہ جذبات عورت کے منافی ہیں

عورت کی فطرت ہی میں یہ استعداد نہیں کہ وہ مرد کے دوش بدوش میدان عمل میں قدم رکھے۔ سات دن نفاس' نو مہینے حمل' ڈھائی برس رضاعت اس کے بعد پھر اسی دور کا آغاز' اتنی مہلت ہی نہیں کہ جب تک سلسلۂ اولاد کو ترک نہ کر دے اپنی کسی قابلیت کا دوسرا مصرف تلاش کرے' یا بقاء نسل پر خاک ڈالے گی یا کمائی کرے گی۔ دونوں کام

بیک وقت قرین عقل نہیں ''خواہ کشتۂ ناموس'' کی طاقت مردوں کے ساتھ رسہ کھینچنے پر آمادہ کردے مگر اسقاط حمل کا اندیشہ سرمیدان رہے گا اور یہ خبریں عقل سے بعید نہ ہوں گی کہ پیشی میں دستخط کراتے وقت نفاس جاری ہو گئے۔ معائنہ موقع کے وقت دردزہ شروع ہو گیا۔ ہوائی جہاز میں بم پھینکتے پھینکتے بچہ ہو پڑا۔ وضع حمل نے پریکٹس ترک کرا دی جواب یہ ہوگا کہ غریب جاہل عورتیں تعلیم یافتہ عورتوں کے بچے پالا کریں گی۔ اس سے زیادہ ظالمانہ اور وحشیانہ خیال نہیں ہو سکتا کہ ایک انسانی طبقہ جس کو رب العالمین نے کل انسانی حقوق دیئے ہیں وہ اپنی غرض پر صدقہ کرنے کے لئے مخصوص سمجھا جائے کیا وجہ ہے کہ جب عالی خاندان یا دولت مند لڑکی بیرسٹری کی قابلیت سے جلب منفعت کرے تو غریب گھر کی لڑکی چپڑاسی کی خدمت میں کیوں محرم رہے یقیناً سلسلۂ اولاد اور اس پیشاب خانے میں آلودہ رہنے کی زندگی کو ترک کر کے کسب معاش کا خیال اس کو بھی پیدا ہونا چاہیئے؟

عورت کے ہاتھ میں ذرائع آمدنی کا ہونا قطع نسل کی بنیاد ہے

انسان کے ہاتھ میں کوئی قابلیت ہو اس سے فائدہ نہ اٹھائے' یہ غیر ممکن ہے ہاتھ میں ہنر ہو اور روپیہ پیدا کرنے کی فکر نہ ہو' قرین قیاس نہیں۔ اسکول کالج' ڈاکٹری یا وکالت کی ڈگری ملے اور تلاش روزگار میں قدم نہ اٹھے۔ اسکول کالج' ڈاکٹری یا وکالت کی ڈگری ملے اور تلاش روزگار میں قدم نہ اٹھے۔ عقل تسلیم نہیں کرتی؟ گانا آئے اور سنانے کو جی نہ چاہے قابل ضبط نہیں' کمائی کی طاقت ہو اور کمائی چھوڑ دے کسی کا ظرف نہیں۔ صاحب مقدرت ہو کر کسی کا دست نگر رہے۔ یہ ہو نہیں سکتا' اپنا کھائے جبر اٹھائے ممکن ہی نہیں۔ لہٰذا اس خیال ہی ترک کر دینا چاہیئے کہ آزاد ہو کر اور رواجی تعلیم پا کر عورتیں جورو بن کر رہیں گے۔ رب العالمین دنیا کی کنجیاں مرد کو حوالہ کرتے وقت واقف تھا کہ یہ آزاد خود مختار کماؤ پوت ایک عورت پر قناعت نہ کرے گا۔ چار بیویوں کی اجازت دے دی۔ عورت کی قسمت کے وقت اس کو علم تھا کہ اس کی عمر پرورش اولاد میں گزرنا بہترین انسانی خدمت ہے اور ایک کے علاوہ دوسرے کا میل جول نطفہ میں شک پیدا کرے گا۔ اس لئے مرد پر اس کا نان ونفقہ فرض کر کے ایک شوہر کا اسے پابند کر دیا۔ مرد اگر عورت کو آزادی وخود مختاری کا سبق دے تو اس کی عصمت اور اپنی نسل کا دشمن ہے۔ مرد اپنی مقدرت دیکھ کر چار بیویاں کر دیکھے اولاد ہی اولاد نظر آئے گی۔ عورت آزاد ہو کر تجربہ کر لے اولاد کا سلسلہ منقطع کرنا پڑے گا۔

پردہ کو صحت کے خلاف کہنا بدحواسی ہے!

پردہ میں عورتوں کی تندرستی پر کیا اثر پڑتا ہے۔ یہ اس وقت معلوم ہو جب آزاد اور پردہ نشینوں کے نسخے معالجوں اور دواخانوں سے طلب کر کے دیکھے جائیں۔ دوا کے مصارف کا موازنہ کیا جائے پچھتر فیصدی آزاد اور تعلیم یافتہ عورتوں کے اخراجات یقینی زیادہ نکلیں گے۔ دادی اور ماں کی تندرستی سے آزاد بیگم اپنا مقابلہ کر لیں۔ گھروں میں بیٹھنے والی بیبیوں میں اس وقت بھی دس سیر آٹا پیسنے والی موجود ہے جو بی صاحبہ ہوا خوری کی عادی ہیں۔ وہ سیر بھر گوشت کا مصالحہ پیس کر نمونہ دکھائیں۔ چولہا' چکی' اولاد کی خدمت' گھر کی دیکھ بھال' اتنی ورزش ہے کہ جو مرد کے فرشتوں سے پوری نہیں ہو سکتی۔ کوئی صاحب بچہ کو گود میں لے کر چھت پر چہل قدمی کر کے دکھائیں۔ اگر یہ کافی نہیں تو پردہ پر کیوں الزام رکھا جاتا ہے؟ شوہر اور بچے ساتھ ہوں ہلکے سے ہلکا برقع پہن کر باغات یا محفوظ مقامات پر جہاں مجمع جائز نہ ہو۔ ہوا خوری یا چہل قدمی کے لئے عورتیں جائیں گھروں میں جھولے ڈالیں' ہلکی ہلکی ورزشیں کریں' ایمان قائم ہو تو پردہ میں سب کچھ ممکن ہے اور اگر تندرستی کے یہ معنی ہیں کہ شوہر میاں مٹھو' نہار منہ فکر معاش میں گھر سے غارت ہوئے۔ بیوی نے بچوں کو ٹاپے میں بند کیا۔ ایک شیشی لونڈر کا ستیاناس کر کے ہوا ہو گئیں' نہ عزیزوں سے واسطہ نہ محلّہ کے گھروں سے مطلب' یکے بعد دیگرے آزاد دوستوں کی مزاج پرسی کی۔ کلب میں جا کر گنجفہ کھیلا' بازار پہنچیں' دلال پیچھے لگ گئے بائی جی کیا خریداری ہے؟ پاؤڈر خریدا' سینٹ لیا' گلبدن دیکھی' گلشن لوٹ تیار کی۔ واپسی میں خاوند کے لئے تمباکو لے کر گھر آئیں۔ خاوند نے دریافت کیا کہاں تشریف لے گئی تھیں؟ ''انجمن آزادیٔ نسواں'' کی روداد سنا دی۔ ''گرل

اسکول'' کے معائنہ کی کیفیت بیان کر دی۔ ''پردہ نشینوں کی قسمت'' پر اظہار افسوس کیا! بیوی کی ''روشن خیالی'' پر خاوند صاحب کی باچھیں کھل گئیں۔ بیوی میاں کو گاؤدی سمجھ کر باغ باغ ہوگئیں یہ وہ تندرستی ہے جس کو کہتے ہیں ع تندرستی ہزار نعمت ہے

تعلیم نسواں

اگر عورت کے ذریعہ سے کسب معاش کا خیال ترک کر دیا جائے تو خداشناسی' خانہ داری' تربیت اولاد کے علاوہ کسی دوسری تعلیم کی عورت کو ضرورت ہی نہیں۔ سن شعور سے شباب تک عورت کا سارا وقت اسی تعلیم میں صرف ہوسکتا ہے۔ تعلیم قرآن' اس کے بعد عربی یا اردو میں دینیات کا درس' خانہ داری اور تربیت اولاد کی کتب کا مطالعہ کچھ کم نہیں۔ علاوہ اس کے اگر عورت کو عورت سمجھ کر اس کی تعلیم کا لحاظ کیا جائے تو اردو' فارسی' انگریزی میں ایسی کتابیں تصنیف و تالیف ہوسکتی ہیں جو پردہ کے اندر تعلیم نسواں کے لئے کارآمد ہوں۔ موجودہ طریقۂ تعلیم ضرور قابل اعتراض ہے جو لوگ اپنی لڑکیوں کو لڑکوں کے ساتھ اسکولوں یا کالجوں میں بھیج رہے ہیں۔ وہ یقیناً مضرت پائیں گے۔ لیکن لڑکیوں کی موجودہ درسگاہوں میں بھی تاوقتیکہ ہر معلّمہ اور استانی کے چال چلن اور ان کی گزشتہ سوانح عمریاں قابل اطمینان نہ ہو معلوم لڑکیوں کا بھیجنا دانشمندی کے خلاف ہے۔

آزادئ مناکحت

اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ قوم میں صالح اور بد اطوار ہر اخلاق کے بچے اور جوان موجود ہیں۔ نوجوانوں میں شوخ طبع اور دل چلے سو فیصدی ہونے میں شک نہیں۔ ہندوستان کی معصیت آلود فضائیں یہ کس قدر نامعقول سوال ہے کہ پردہ کی موجودگی میں لڑکا لڑکی ایک دوسرے کی صورت و سیرت سے مطمئن نہیں ہوتے ہیں۔ حالانکہ شریعت نے منگیتر کو دیکھنے کی اجازت دی ہے مگر اس رسم کی فریب کاری اور آشفتہ حالی کا موازنہ کر کے مسلمانوں کی غیرت نے یہ گوارا نہیں کیا کہ معصوم لڑکیوں کو بازاری سودے کی حیثیت دی جائے جو دس جگہ پر کھ کر اور دس دوکانوں پر رنگ و بو اور ذائقہ چکھ کر خریدا جاتا ہے۔ کسی مدہوش شباب سے عاقبت اندیشی کی توقع اتنی مہمل ہے جتنی ایک بدمست شرابی سے مصلحت اندیشی کی امید' کیونکر یقین کیا جائے کہ جب تک لڑکا دس بیس لڑکیوں سے تعلق پیدا کر کے مشق جذبات میں ذہانت صرف نہ کر دے اس کی تلاش ختم ہوگی؟ اور تاوقتیکہ لڑکی سو پچاس لڑکوں کے پرپرزے نہ دیکھے ایجاب پر رضامند ہو جائے گی؟ لڑکوں کو مرد ہونے کی وجہ سے جو آزادی حاصل ہے اس کی بدولت شادی تک تفریح و مذاق کے جو مراتب طے کر چکتے ہیں۔ لڑکیاں اپنی سادگی کی وجہ سے آزادہ ہو کر ان سے آگے رہیں گی۔ لڑکیوں کے مذاق کا شادی سے قبل جو نتیجہ پیش نظر ہوگا اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں کیا کوئی حیادار اس کو گوارا کرے گا؟ قوم کے نوجوان ہی اقرار کر لیں کہ جس لڑکی کے پچاس بے تکلف دوست موجود ہوں اس کو بیوی بنانے پر رضامند ہو جائیں گے۔ مسلمانوں میں ایک نہیں جو اس پر سر ہلائے اور یہ بہت معمولی بات ہے کہ کوئی نوابزادے اپنی تمام عمر اسی مذاق میں صرف کر دیں اور ایک لڑکی پسند نہ آئے اور کوئی صاحبزادی بہتر سے بہتر کی تلاش میں جوانی غارت کر بیٹھیں اور ناکتخدا رہ جائیں؟

ترکی اور افغانستان

پردہ کی مخالفت میں ترکی اور افغانستان کی جدید سیاست کے بڑی شد و مد سے حوالے دیئے جا رہے ہیں کہ دو مسلمان سلطنتوں نے موجودہ پردہ میں ترمیم کر دی یا ان کے بعض مشاہیرنی پردہ ترک کر دیا۔ حالانکہ یہ غلط فہمی پیدا کرنے کی تدبیر ہے اور بفرض محال اس میں اصلیت کا بھی شائبہ ہو تو مسلمان خدا پرست ہیں بادشاہ پرست نہیں۔ ترکوں نے خلافت ترک کر دی' قیامت میں اس کا جواب وہی دیں گے' پردہ چھوڑ بیٹھے تو مواخذہ ان کی گردن پر ہے ملکۂ افغانستان ملکہ ہیں' رموز سلطنت سے اور مسلمانوں کے پردہ سے کیا تعلق؟ لیکن تھوڑی دیر کے لئے یوں اطمینان کر لیا جائے کہ انہیں اپنے حریفوں سے جنگ آزما ہونا ہے' نقارۂ جنگ چوب بدست ہے بہت ممکن ہے کہ کسی موقع پر افغانستان یا ترکوں کی عورتوں کو کسی شدید حالت میں مدافعت یا اپنی حفاظت کرنی پڑے یا ''ہلال احمر'' کی امداد میں ان کی ضرورت محسوس ہو۔ نیت بخیر۔

اگر قرآن ہاتھ میں لے کر ﴿یَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ﴾ کے تحت میں عورتوں کو مستعد کر رہے ہیں تو ہندوستان میں ان کا کیا ذکر؟ نہ یہاں مصطفےٰ کمال پاشا کا تیر پہنچتا ہے' نہ غازی امان اللہ خاں کی تلوار دونوں سلطنتیں مسلمان' مسلمان کی آبادی سے لبریز۔ نہ شدھی کا کھٹکا نہ سنگھٹن کا مقابلہ۔ قانون ان کے ہاتھ میں' آنکھ اٹھتے ہی آنکھ نکال لینا ان کا ادنی اختیار اس لئے اس سرزمین میں جس کے ہر ذرہ سے اللہ اکبر کی صدا بلند ہو' عورتیں نقاب اٹھا لیں' تو کسی کی مجال ہے کہ نظر اٹھائے اور یہ بھی ترکوں اور افغانوں کے اختیار میں ہے کہ اپنی غلطی محسوس ہوتے ہی ایک اعلان میں ہر دروازہ پر پردہ آویزاں کرا دیں یا عورت کی آواز پردہ کے باہر آنا جرم قرار دے دیں۔ ہندوستان میں جہاں نفسی نفسی ہو رہی ہے۔ قوم کے اخلاق کا کوئی ذمہ دار نہیں ہے۔ ہاتھ جوڑنا قوم کی اصلاح بھی سمجھی جائے تو ستر قوموں کی نگاہیں لڑی ہوئی ہیں کہ کب موقع ملے اور کلیجہ نکال لیں' کب وقت آئے اور مسلمان کو زخمی کریں۔ کب بہانہ ملے اور آبرو لیں' یہ خارزار ایسا نہیں جہاں اپنی عصمت کے مجسموں کو دھکیل کر گھر سے باہر نکال دیا جائے اور کوئی قوت نہیں کہ اگر کل اپنے جھک مارنے پر ندامت ہو' تو اس کا تدارک ہو سکے۔ ہندوستان میں پردہ کے خلاف منہ سے آواز نکالنا دشمنی سے خالی نہیں!

فریب تہذیب

آج تک تعلیم اصلاح ضمیر کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی مگر تعلیم یافتہ لوگوں نے اپنے مقاصد کی کامیابی کا جو طریقہ اختیار کیا ہے اس کے برعکس ہونے میں شبہ کرنا انسانی ضمیر کا خون ہے۔ پردہ کی مخالفت میں پے در پے حوالے دے کر اس نوعیت پر بحث کرنا کہ عہد رسالت میں عورتیں امن و بدامنی میں مردوں کے شریک حال رہیں۔ گھر بار کے کام کرتی تھیں زخمیوں کی تیمارداری کی۔ دشمن کا مقابلہ کیا یا حملہ آور ہوئیں۔ قید سے رہائی حاصل کی' قیدیوں کا پہرہ دیا وغیرہ وغیرہ محض اس مغالطہ کے لئے ہے کہ مسلمان ایسی حالتوں میں عورتوں کا رخ برہنہ ہونا تسلیم کر لیں مگر اس فریب میں صرف انہیں عقل کے اندھوں کا شکار ہو سکتا ہے جن کے نزدیک برقع پہن کر یا نقاب ڈال کر عورت تمام دنیا کے کام نہ کر سکتی ہو۔ اگر قرآن پاک پر ایمان ہے تو یقین کر لینا چاہئے کہ دور اسلام میں ازواج ؓ مطہرات نے اور صحابہ ؓ کی بیویوں نے یا مسلمان عورتوں نے جس کام میں حصہ لیا ہے' لِیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ کو اپنا ایمان سمجھ کر' کسی وقت یا کسی حالت میں نقاب یا برقع کو ترک نہیں کیا۔ عورتوں کے کارناموں کے لحاظ سے اگر دس بیس مثالیں اس وقت کی مل سکتی ہیں تو ہزاروں نظیریں دور حاضر کی بھی موجود ہوں گی کہ عورتوں نے مردوں کا مقابلہ کیا۔ لڑائیوں میں کود پڑیں' تنہا سفر کیا یا کسی ضرورت اور اضطرار کے وقت مردوں کی قائم مقامی کی۔ مگر جن عورتوں نے برقع' نقاب' گھونگھٹ میں ایسی خدمتیں انجام دیں وہی قرآن پاک کے سایہ میں ہیں۔ اور جنہوں نے بغیر کسی جبر و تشدد کے پردہ کو بالائے طاق کیا' کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان ان عورتوں کو بھی مسلمان سمجھیں۔ مسلمان صرف اس عورت کو مسلمان کہہ سکتے ہیں جس کے چہرہ کا شباب رسوا نہ ہو۔ جس کا تمام مزین پر تکلف لباس اور زیور غیر محارم سے خراج تحسین طلب نہ کرے جو سر سے پیر تک برقع یا موٹی چادر پہن کر نکلے جو اس تمیز کو زندہ رکھے۔ جس کو قرآن پاک نے شریف اور باعصمت عورتوں کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ پردہ کی مخالفت پر جو لوگ اڑے بیٹھے ہیں۔ کلمہ گو ہونے کی حیثیت سے ان کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ ہر حالت میں کم از کم پابندیاں ہر مسلمان عورت پر فرض ہیں۔

اگر ان کے دلوں میں بقدر رمق بھی ایمان باقی ہے تو پردہ کے باہر جن مسلمان عورتوں کے قدم نکل چکے ہیں ان کے پشواز نما لباس اور بازاری وضع کو ﴿لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ﴾ کے مطابق پاک کریں اور تجربہ کر کے دیکھیں کہ ہندوستانمیں اتنی اصلاح کی بھی ان کو قدرت حاصل ہے یا نہیں۔ اگر نہ ہو تو اس سے بڑھ کر کوئی بداخلاقی' کوئی فریب' کوئی ظلم نہیں کہ جو معصوم بیبیاں پردہ کی آبرو قائم کئے بیٹھی ہیں۔ ان کی تلبیس میں ولولے صرف کئے جائیں۔

عبرت

یورپ میں آزادیٔ نسواں کی بنیاد مذہب کی قبر پر مسلمانوں کا ایمان ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ یورپ اس فکر میں کہ اولاد منہ کا نوالہ چھین کر کیوں کھائے‘ قرآن پاک کی تعلیم ﴿لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ﴾ (اپنے بچوں کو تنگدستی کے ڈر سے ہلاک نہ کرو‘ انہیں ہم روزی دیں گے) وہاں اعلیٰ تہذیب ناچنا‘ ایکٹ کرنا‘ یہاں ﴿وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ﴾ پر عمل‘ وہاں عورتوں کا دعویٰ کہ ہم مردوں پر حکومت کریں۔ یہاں ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾ مسلمانوں کا نصب العین‘ وہاں عورتوں کے ہاتھ پیر دولت۔ یہاں عورتوں کا بطن شرافت‘ ان کے واسطے آزادی لازمی‘ ہماری لاج کے لئے پردہ ضروری‘ اس کو راز تقلید کو دیکھئے مسلمانوں میں بے پردگی کا کلمہ وظیفہ ہو رہا ہے یہ کس قدر عبرت انگیز ہے کہ اس دور سیاہ میں ہمارے تعلیم یافتہ طبقہ کو جو اصلاح سوجھتی ہے غیر قوموں کا الش اٹھا کر سوجھتی ہے۔ یعنی مسلمانوں نے جس اخلاق و معاشرت پر فخر و مباہات کرتے ہوئے دنیا میں قدم رکھا تھا‘ اغیار اس کو ہر پہلو سے اس لئے گریز کریں کہ ان کی خودداری پر حرف نہ آئے اور ہم اس کا ہر جز اس نیت سے اختیار کریں کہ مہذب سمجھے جائیں۔

حقیقت

یورپ کے سنہری خواب اور فقدان نسائیۃ کی رام کہانی چھوڑ کر اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھا جائے تو جو خانہ برباد ــــ اب تک پردہ چاک کر چکی ہیں بجز اس کے کہ ان کی بیباکیوں کے چرچے ہوں‘ طرحداری کی شہرت ہو‘ عزیزوں کو بدسلیقہ کہیں‘ پردہ نشینوں کو بدنصیب سمجھیں یا خاوند کی کمائی کا پچھتر فیصدی بناؤ سنگھار‘ لباس‘ وتواضع میں پھونکتی رہیں اور کسی مرض کی دوا نہیں ہیں‘ ہندوستان میں اس وقت پردہ کا ماتم تو تب ہو سکتا ہے جب یہ تجربہ ہو جائے کہ آزاد عورتوں نے اپنی آزادی کی وجہ سے کوئی قلعہ فتح کر لیا۔ یہاں جن قوموں میں قدیم سے عورتیں آزاد ہیں۔ ان میں بھی عورتوں کی وجہ سے کوئی نمایاں ترقی معلوم نہیں ہوتی۔ برادران وطن کو دیکھ کر رشک کیا جائے تو ان کے عروج میں عورتوں کی آزادی کا کوئی فیض نظر نہیں آتا۔ تجارت اور سود ان کے تمول کے راز ہیں اور یہی سبب ان کی تعلیم میں سبقت حاصل کرنے کا ہے جو تنہا مردوں کی کوششوں کے نتائج ہیں۔ اَلشَّاذُ كَالْمَعْدُوْمِ اگر ہزاروں میں ایک آزاد عورت اپنی وجہ معاش پر قادر بھی ہے تو خانہ داری کی قابلیت اور خاوند کی قید سے آزاد‘ نظر گزرنے کے منجملہ اسباب آزادی خاوند موجود بھی ہے تو ثروت میں ’’پرائیویٹ سیکرٹری‘‘ اور غربت میں ’’اندھا چوکیدار‘‘ اس سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

اختلاج دماغ

آج تک اس مرض کا تعلق دل سے ظاہر کیا جاتا تھا۔ پردہ کی مخالفت میں دماغ براہ راست واسطہ ہونا جدید تحقیقات ہے! ایک صاحب فرماتے ہیں ’’اگر پردہ رہا تو فاقے ہونے میں شک نہیں۔‘‘ دوسرے صاحب کا خیال ہے ’’مسلمان جاہل رہ جائیں گے۔‘‘ تیسرے صاحب کا قول ہے ’’اولاد چغد ہوگی‘‘ چوتھے صاحب کی رائے ہے کہ ’’غلامی سے آزادی ناممکن ہے۔‘‘ یعنی ساڑھے تیرہ سو برس سے نہ رزق ملا‘ نہ عقلمند نظر آئے۔ نہ تعلیم یافتہ پیدا ہوئے نہ آزادی نصیب ہوئی اور اب تاوقتیکہ مرغیوں کی اذانوں سے صبح زندگی نمودار ہو۔ دنیا کا قیام ہی ناممکن ہے‘ بار بار طعنہ دیا جا رہا ہے کہ ابتدا میں علماء اسلام نے انگریزی تعلیم کی مخالفت کی پشیمان ہو کر رضامند ہونا پڑا۔ پردہ بھی بخوشی نہ اٹھایا جائے گا تو نقصان اٹھا کر اٹھانا پڑے گا‘‘ بحث طویل ہو جائے گی جواب یہ ہے کہ حساس مسلمانوں نے انگریزی تعلیم کی مخالفت اس احتمال کی وجہ سے کی تھی کہ تعلیم یافتہ انگریزیت میں جذب نہ ہو جائیں اور وہی ہوا۔ اس وقت بے پردگی کی مخالفت کا یہ راز ہے کہ قوم کا نصف ڈوب رہا ہے۔ بقیہ نصف کا وزن پڑھ پر سفینہ ہی غرق نہ ہو جائے۔ اس وقت غیرت اڑ جانے کا شبہ تھا۔ اس وقت ایمان غارت ہونے کا یقین ہے۔

آزادی

جس آوارگی کو آزادی سمجھا جاتا ہے اس کی انتہا جانوروں پر ختم ہوتی ہے' نہ مذہب کی پابندی نہ نکاح کی قید' نہ وراثت کا جھگڑا' نہ حرام وحلال کا خوف' نہ لباس کی الجھن' نہ ستر کا لحاظ لیکن دنیا کے پیدا کرنے والے نے انسان اور بکرے کا دستور العمل علیحدہ علیحدہ بنایا ہے جس میں انسانیت ہی بجائے خود ایک زنجیر ہے اور انسان کہلانے کی آرزو میں جکڑ بند رہنا لازمی ہو گیا ہے یعنی اشرف المخلوقات کا صحیح مفہوم ترک حیوانیت ہے۔ کیونکہ ابتداً آفرینش کے وقت انسان اور حیوان ایک صورت میں نظر آیا۔ حیوان کو اپنی عریانی محسوس نہ ہوئی۔ انسانی حیا نے تقاضا کیا تو اس وقت جنگل کے پتوں کے سوا شرمگاہ مخفی کرنے کی غرض سے دوسری چیز میسر نہ آئی۔ قرنوں اس کو غنیمت سمجھا' کپڑے کی ایجاد سوجھی' لنگوٹے انسانی تمغہ ہوئی۔ رفتہ رفتہ تمیز کے خبط نے سر سے پیر تک کا لفافہ درست کیا۔ اسی طرح ضرورت غرض' نفع نقصان کے احساس نے عقد' ورثہ' جائز' ناجائز کے خیالات قائم کئے' جن کی صحت انسان کے بس کا روگ نہ تھی۔ تو رب العلمین نے تنظیم وتعلیم کے واسطے مرسلین کو مامور فرمایا۔ اور مذہب کے ذریعہ سے انسانی زندگی کی حد قائم کر دی۔ جس کے باہر قدم رکھنا رجعت حیوانیت ہے اور قانون الٰہی سے جو لوگ سرکشی کر رہے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ جانور بن کر رہ جائیں۔ حیا اڑتے اڑتے پائنچے گھٹنوں سے آ لگے۔ اور آستین بغل تک' زلفوں کے ختنہ شروع ہو گئے۔ چھاتیاں ہوا کھانے لگیں۔ ادھر نیچے کی آزادی سے بالشت بھر کی کسر رہ گئی جو عنقریب اپنی منزل پر نظر آئے گی۔ مرد اس سے زیادہ خصی ہو کر عورت نہیں بن سکتے جو نسائیت پر جراحی کر کے مرد بنانے میں سرعت اختیار کی جا رہی ہے اور اس نقص کا صریح نتیجہ ہے! جن کو مذہب نے پردہ کی فرضیت ہی سے محروم رکھا ہے اور مردوں کو عورتوں پر حکومت نہیں! ان کو عورتوں کی خود مختاری نے یہ دن دکھائے۔ وہ اپنی آنکھ کے ناسور کو آزادی نہ کہیں اور اپنے عیب کو حسن کہہ کر دوسروں کی آنکھ میں؟؟ نہ ڈالیں تو کر کیا سکتے ہیں؟ ''آزادی نسواں'' ''بدکاریٔ مساوات'' ان کے صبر کے مترادف الفاظ ہیں۔ لیکن افسوس ان مسلمانوں پر ہے جو انی جاعل فی الارض خلیفۃ کے قائل ہو کر اس بوزنیت کو انسانیت' اس میں بدلگامی کو آزادی اور حیاء سوزی کو تہذیب سمجھتے ہیں!

﴿وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ﴾ OO

پیشکش pdf format از www.hamditabligh.net